Title - 1942 KI TERA SAU SAALA HUSSAINI YAADGAAR

Creator - Murattib Sayyed Ghulam Ali Ahsan

Publisher - Anjuman Yaadgaar Hussaini (Shahganj Agra)

Date - 1361 H.

Pages - 80

Subject - Urdu Shayari - Majmua Salaam.

کیا صرف مسلمان کے پیارے ہیں حسینؑ ۔ چرخِ نوعِ بشر کے تارے ہیں حسینؑ
انسان کو بیدار تو ہو لینے دو ۔ ہر قوم پکارے گی ہمارے ہیں حسینؑ
(جوش ملیح آبادی)

سنہ ۱۳۶۱ھ
۱۹۴۲ء
کی

تیرہ سو ۱۳۰۰ سالہ
حسینیؑ یادگار
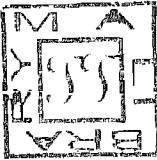
مرتبہ
احسن اکبرآبادی

(قیمت ۵ مع محصول ڈاک)

(تیرہ سو سالہ یادگار حسینی ۱۳۶۱ھ)

محفل اسلام میں سب نور ہے شبیرؑ کا
سر کٹا کر شمع ایمان کو فروزاں کر دیا

مجموعہ سلام ۱۳۶۱ھ

جو آل انڈیا مسالمہ منعقدہ ۱۵ر فروری ۱۹۴۲ء بمقام بیکر باغ آگرہ

بصدارت عالی جناب معلی القاب مصورِ فطرت خواجہ سیّد

حسن نظامی مدظلہ العالی میں پڑھے گئے۔

مرتبہ

سید غلام علی احسن سکریٹری بزم ادب شاہ گنج

انجمن یادگار حسینی ۱۳۶۱ھ
شاہ گنج آگرہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پانچواں سالانہ آل انڈیا مسالمہ شاہ گنج آگرہ

حامداً و مصلیاً و مسلماً۔ الحمد للہ و المنۃ۔ کہ بزم ادب شاہ گنج آگرہ کا پانچواں سالانہ عظیما جو آل انڈیا تھا۔ بتاریخ ۱۵ رفروری ۱۹۴۲ء مطابق ۲۰ رمحرم ۱۳۶۱ھ بیکر باغ آگرہ میں منعقد ہوا۔ ایڈیٹر صاحب منادی خواجہ حسن نظامی شریک تھے۔ انھوں نے مجمع کا اندازہ ۵۰۰۰ لکھا ہے۔

چونکہ اس سال ۱۳۶۱ھ میں حادثہ کربلا کو پورے ۱۳۰۰ سال ہوتے ہیں۔ یہ گذشتہ سال بھی اعلان کر دیا گیا تھا۔ کہ یہ مسالمہ اس تیرہ سو سالہ یادگار کی وجہ سے آل انڈیا مسالمہ کیا جاوے گا۔ خداوند عالم نے ہماری اس خواہش کو پورا کیا۔ اور بحمد اللہ آل انڈیا مسالمہ ایک بڑے اعلیٰ پیمانہ پر انجام پاگیا۔

قبل اس کے کہ میں بقیہ حالات مسالمہ تحریر کروں دوران سال میں یکم رجب ۱۳۶۰ھ مطابق ۲۷ رجولائی ۱۹۴۱ء یکشنبہ کو جناب سید مصطفےٰ حسین صاحب مصطفےٰ اکبرآبادی نے جن کا فوٹو مسالمہ ۱۹۴۱ء کے ساتھ شائع ہوا تھا۔ انتقال فرمایا۔ مرحوم مسالمہ کے بانیوں میں سے تھے۔ اور آپ کی ذات سے شاہ گنج میں محافل میلاد میں قصیدہ خوانی سے ایک خاص رونق تھی۔ آپ کو آل انڈیا مسالمہ کی شرکت کا بہت اشتیاق تھا لیکن موت نے یہ موقع نہ دیا۔ قارئین سے استدعا ہے کہ ایک سورۂ فاتحہ ایصالِ ثواب روح مرحوم کے لئے تلاوت فرمائیں۔

آل انڈیا مسالمہ

بسلسلہ یادگار حسینی سنہ ۱۳۶۱ ہجری بمقام بیکر باغ آگرہ

یکشنبہ ۲۸ صفر سنہ ۱۳۶۱ ہجری مطابق ۱۵ فروری سنہ ۱۹۴۲ع

سید غلام علی احسن۔سیکریٹری بزم ادب و انجمن یادگار حسینی سنہ ۱۳۶۱ہجری

شاہ گنج۔آگرہ

مسئلۂ صدارت

ہر سال یہ ایک مسئلہ بڑا اہم رہتا ہے اور اس آل انڈیا مسالمہ کے لیئے اور بھی اہم تھا۔ لیکن جس طرح ہر سال میرے معزز دوست و عنایت فرما ہمدرد مسالمہ جناب پیرزادہ حاجی شیخ عزیزالدین صاحب چشتی فتحپوری اس معاملہ میں امداد فرماتے ہیں۔ اس سال بھی خاص توجہ اور ہمدردی سے جیساکہ آل انڈیا مسالمہ کی شان تھی۔ ایسا ہی آل انڈیا باشہرت کی ہستی کو منتخب ہی نہیں فرمایا بلکہ ہر امکانی کوشش سے اس کو کامیاب بنایا۔ جناب حاجی صاحب موصوف نے نہ محض خط لکھنے پر اکتفا کی بلکہ اپنی عدم فرصت کی وجہ سے مجھے دہلی عالیجناب معلی القاب مصور فطرت حضرت خواجہ سید حسن نظامی مدظلہ العالی کی خدمت میں بھیجا۔ دہلی پہنچ کر میں ہمدرد مسالمہ مداح اہلبیت خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب قبلہ دہلوی کو اپنے ہمراہ لے کر جناب خواجہ صاحب کے دولت خانہ پر حاضر ہوا۔ اور مسالمہ کی شرکت کا وعدہ لیا۔ جناب خواجہ صاحب مدظلہ العالی نے حاجی صاحب کو جواب میں تحریر فرمایا" میں ناتوانی کے سبب اب جلسوں میں نہیں جاتا لیکن آپ کے ارشاد اور خطیب اعظم مولانا سید محمد صاحب کا فرمانا کیونکر ٹال سکتا ہوں۔ انشاءاللہ فروری کے جلسہ میں ضرور آؤں گا۔"

تقریباً دو سو خطوط شعراء، پیرد سنجات اور رفقاء کی خدمت میں روانہ کیئے گئے تھے، اور عشرۂ محرم کے درمیان بڑے بڑے پوسٹرس کے ذریعہ مسالمہ کا اعلان کردیا گیا تھا۔ اور ذریعہ سرفراز۔ وحدت۔ انقلاب۔ آگرہ اخبار تمام ہندوستان میں اعلان کردیا گیا تھا۔ ہم ان اخبارات مندرجہ بالا کے ایڈیٹر صاحبان کا شکریہ ادا کرتے ہیں کہ ہر سال اعلان شائع فرمادیتے ہیں اور بعد مسالمہ چیدہ چیدہ اشعار کی بھی اشاعت فرماتے ہیں۔ چونکہ جلسہائے یادگار حسینی سنہ ۱۳۶۱ھ و مسالمہ ایک ہی ہوگئے تھے۔ اور حقیر ہی نے

دونوں خدمتیں یعنی بحثیت سکریٹری یادگار حسینی ۱۳۶۱ھ دآل انڈیا مسالمہ انجام دیں تھیں۔ لہذا تقریباً ۵۰۰ دعوت نامہ جات برائے شرکت جلسہائے یادگار مسالمہ شائع ہوئے اور دو روز قبل مسالمہ دوبارہ بڑے بڑے پوسٹرس تمام شہر آگرہ میں چسپاں کرائے گئے۔

حضرات شعراء بیرونجات میں جناب مولوی سید قائم رضا صاحب نسیم امروہوی از لکھنؤ۔ جناب مرزا انجم آفندی اکبرآبادی از لکھنؤ۔ جناب خانصاحب حکیم محمود علیخانصاحب ماہر اکبرآبادی از دہلی۔ جناب منشی گیان پرکاش کلشرشٹ صاحب شہید شکوہ آبادی جناب آر۔ بی سکسینہ صاحب مضطر فرخ آبادی۔ جناب سید آل نبی صاحب وکیل ثمر بھرتپوری۔ جناب ماسٹر سید ارشاد حسین صاحب ارشاد بھرتپوری۔ جناب مولوی سید کرم علی صاحب سیفی وکیل ہائیکورٹ دھولپور۔ جناب منشی عصمت اللہ خانصاحب عصمت دھولپوری۔ جناب مولوی عباد اللہ صاحب احسنی نازک شکوہ آبادی۔ جناب مولوی حکیم حامد علیخاں صاحب حامد فیروزآبادی۔ جناب مولوی ولی الدین چشتی صاحب ولی فتحپوری جناب مولوی سید شوکت علی العابدی صاحب قلنبر بریلوی۔ اور جناب باغبان صاحب اکبرآبادی از گورکھپور اور مقامی حضرات میں عالیجناب مولوی خادم علیخانصاحب اخضر اکبرآبادی میونسپل کمشنر آگرہ۔ جناب ڈاکٹر سید سخاوت حسین صاحب شوخ اکبرآبادی جناب منشی شکور احمد صاحب رعنا اکبرآبادی۔ جناب خواجہ محمد امیر صاحب صبا اکبرآبادی جناب منشی سید ابو حامد صاحب مضطر اکبرآبادی۔ جناب سید علی مقدس رضوی صاحب مقدس اکبرآبادی۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ٹی سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس۔ جناب سید ساجد رضا صاحب فہیم اکبرآبادی ایم۔ اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ۔ جناب مولوی غلام نظام الدین صاحب نظام۔ جناب منشی بالکشن داس صاحب باغ اکبرآبادی جناب منشی لچھمی نراین صاحب بی۔ اے سخا چھپوری سید علی حسین صاحب عندلیب قابل تذکرہ ہیں۔
جناب ڈاکٹر حکیم مولوی سید سجاد حسین صاحب ہیڈ مولوی حسین آباد ہائی اسکول لکھنؤ

اور جناب منشی للتا پرشاد صاحب شاد میرٹھی نے بوجہ شرکت سے معذوری ظاہر فرمائی
اور سلام ارسال فرمائے جو پڑھے گئے۔

حضرات شرکا رسالہ میں باہر سے جناب مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ مجتہد العصر لکھنؤ۔ خواجہ حسن نظامی
ایڈیٹر منادی دہلی۔ ڈاکٹر سید محمد تقی رضوی لاہور۔ سید علی رضا صاحب ریٹائرڈ جج ممالک متوسط۔ سید
محمد جعفر صاحب ریٹائرڈ ڈپٹی مجسٹریٹ۔ خانصاحب سید محمد محسن جعفری۔ بابو سید محمود الحسن صاحب۔ از بھرتپور
سید علی متقی صاحب سشن جج کھنڈوہ۔ ڈاکٹر سید ناصر حسین صاحب از جھانسی۔ سید سبط محمد صاحب ڈپٹی کلکٹر پنشنر
مقامی حضرات شرکا میں نواب اسلام نبی خانصاحب ایڈیشنل کمشنر آگرہ۔ پنڈت راج ناتھ
کنزرو صاحب رئیس آگرہ۔ حاجی خواجہ شجاع الحسن صاحب۔ خواجہ صدیق حسین صاحب ایڈیٹر
آگرہ اخبار۔ عبد الحمید صاحب تاج محلی۔ سیٹھ الہ دین بھائی صاحب۔ نصیر احمد خانصاحب
سید انتظام الدین شاہ وکیل۔ پیرزادہ حاجی شیخ عزیز الدین صاحب۔ سید محمد عابد صاحب
صاحب رئیس شاہگنج۔ سید بشیر حیدر صاحب تحصیلدار پنشنر۔ جناب پنڈت جگت پرشاد صاحب اوپادھیا
سابق ایم۔ ایل۔ اے۔ جناب حاجی مولوی سید ناصر علی صاحب ڈپٹی مجسٹریٹ نہر۔ جناب
خان بہادر سید غلام مرتضیٰ صاحب۔ جناب ڈاکٹر سید محمود الحسن صاحب۔ خانصاحب
جناب نواب سید اطہر صاحب میونسپل کمشنر آگرہ۔ جناب نواب سید یونس رضا صاحب
اسپیشل مجسٹریٹ۔ جناب سید علی خان صاحب متولی وقف۔ جناب سید ابو القاسم صاحب
رئیس آگرہ۔ جناب حاجی میر سید حسن صاحب۔ خانصاحب جناب انعام علی صاحب عباسی
انجینیر پنشنر۔ جناب مولوی انوار الحسن خاں صاحب لودی۔ مولوی عبد الحی صاحب ڈپٹی
سپرنٹنڈنٹ پنشنر۔ جناب بابو سید محمد صاحب سکریٹری مجلس تعلیم۔ جناب سید حامد حسین صاحب
انسپکٹر پولیس پنشنر۔ جناب سید نجم الحسن صاحب۔ جناب شیخ مسعود حسین صاحب پروپرائٹر
نا ڈلٹی پروڈکٹ۔ جناب آغا محمد حسین صاحب۔ جناب سید ظہیر احسن صاحب ایم۔ اے
ایل۔ ٹی۔ ڈپٹی انسپکٹر مدارس اسلامیہ سرکل آگرہ۔ جناب مفتی انتظام اللہ صاحب شہابی

جناب قاضی سید احتشام علی صاحب۔ جناب سید محمد رضی صاحب صاحب بی۔ اے۔ جناب مولوی نعیم الدین صاحب ایم۔ اے ایل ایل۔ بی۔ ریونیو آفیسر آگرہ۔ جناب مولوی حکیم الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل۔ جناب مولوی مسعود احمد صاحب صدیقی ایم۔ اے ایل۔ ایل۔ بی وکیل آگرہ۔ جناب ماسٹر سید محبوب علی صاحب۔ جناب سید نجم الدین صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر اردو آگرہ کالج قابلِ تذکرہ ہیں۔ چونکہ دو دن سے یادگار حسینی ۶۱ھ کے جلسے بکرہ باغ میں ہو رہے تھے اور یہ آل انڈیا سالمہ بھی اسی کے پروگرام میں شامل کر دیا تھا۔ اور ایک دن قبل جناب مصورِ فطرت حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ العالی نے اپنی تقریر کے متعلق اعلان بھی فرما دیا تھا۔ اس وجہ سے ۹ بجے ہی سے مجمع پنڈال میں ہو گیا۔ اور سلاسوں کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ ۱۰ بجے جناب خواجہ صاحب موصوف تشریف لائے اور کرسئ صدارت پر رونق افروز ہوئے۔ سب سے اوّل ایک ریزولیشن حاجی مولوی انعام علی عباسی صاحب انجنیر نے پیش کیا۔ جو دہلی ریڈیو اسٹیشن کے متعلق تھا کہ اس سال محرم میں دہلی ریڈیو اسٹیشن نے کوئی مجلس کا پروگرام نہ رکھا بلکہ برخلاف اس کے دو مضحکہ انگیز ڈرامے "گلبا زخاں" اور "یہاں حسن بکتا ہے" ۹ ر اور ۱۰ ر محرم کو نشر کئے جس سے تمام ہندوستان کے مسلمان اور ان اہلِ ہنود صاحبان کی دل آزاری ہوئی۔ جن کو جناب امام حسین علیہ السلام سے عقیدت ہے۔ لہٰذا یہ جلسہ تمام آگرہ کے باشندوں کی طرف سے بلا قید مذہب دہلی ریڈیو اسٹیشن کے حکام کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ اور گورنمنٹ عالیہ سے استدعا کرتا ہے کہ ان حکام کا جواب طلب کرے اور مناسب سزا دی جاوے۔ اسکی تائید جناب مولوی انوار الحسن خاں لودی بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی وکیل اور جناب چوبے پریم نراین صاحب نے فرمائی اور تمام حاضرین نے جن کی تعداد پانچ سات ہزار سے کم نہ تھی۔ تائید مزید کی چنانچہ اس ریزولیشن کی ایک نقل جناب نواب گورنر جنرل صاحب بہادر کی خدمت میں

روانہ کی گئی۔ اب اخبار منادی سنہ ۴۲ء سے معلوم ہوا کہ اس ریزولیشن کا خاص اثر
ہوا۔ اور افسران دہلی ریڈیو اسٹیشن نے معافی مانگ لی۔ اور آئندہ عشرہ محرم میں
اس قسم کے ڈراموں کے نشر سے خاص احتیاط کا عہد کیا بعد اسکے نوٹ لیا گیا۔ اس درمیان
میں ۱۱ بج گئے اور ٹھیک گیارہ بجے خواجہ صاحب نے اپنا خطبہ صدارت شروع کیا جو جناب سید
امیر حیدر صاحب بخت اکبر آبادی نے لفظ بہ لفظ شارٹ ہینڈ میں لکھا۔ اور اُن کی
عنایت سے ہم کو ملا۔ جو ہم اس جگہ نقل کر رہے ہیں۔ جناب خواجہ صاحب نے ۱۲ بجے
تک ایک گھنٹہ اپنی تقریر فرمائی۔ مجمع تقریباً ۵۰۰ تھا۔ اور بعد تقریر آپ دعوت میں جناب
مولوی انوار الحسن خاں صاحب لودی وکیل کے مکان پر تشریف لے گئے اور وہاں سے ۲
بجے کی گاڑی سے دہلی تشریف لے گئے۔

جلسہ کی خواہش تھی کہ ۱۳ فروری سنہ ۴۲ء کو عالیجناب مولانا سید علی نقی صاحب قبلہ کی
تقریر پوری نہ ہو سکی تھی۔ کیونکہ آپ کو جے پور تشریف لے جانا تھا۔ لہذا مولانا موصوف نے
۱۲ بجے سے ایک بجے تک تقریر فرمائی۔ اگر تقاریر جلسہ یادگار حسینی شائع ہوئیں تو انشاءاللہ
آپ حضرات تک پہونچیں گی۔ کوشش کی جارہی کہ وہ بھی شائع ہو جائیں۔

۱ بجے سے ۲ بجے تک نماز ظہر کیلئے جلسہ برخاست رہا۔ ٹھیک ۲ بجے سے بصدارت
جناب مولوی سید محمد رضی صاحب بی۔ اے علیگ مسالمہ شروع ہوا۔ اور رات کے ۹ بجے تک
تک جاری رہا۔ تقریباً ۱۲۵ سلام اور چند نظمیں پڑھی گئیں۔

حضراتِ شعراء بیرونجات سے میں شرمندہ ہوں کہ میرے ذمہ یادگارِ حسینی کے جلسوں
کا انتظام بھی تھا۔ اس وجہ سے میں اُن حضرات کی خاطر و مدارات میں کچھ حصہ نہ لے سکا۔
جس کی میں معافی چاہتا ہوں

مجھے ممبرانِ بزم ادب نے مشورہ دیا تھا کہ میں صرف آل انڈیا مسالمہ ہی کی کامیابی
میں لگا رہوں۔ اور جلسہائے یادگار حسینی کسی دوسرے کے ذمہ رہیں۔ مگر کسی نے اس
بار کو اُٹھانا منظور نہیں کیا۔

اور جلسہائے یادگار حسینی بھی آخر کار میرے ہی ذمہ ہے۔ اور میں نے بھی اس تیرہ سو سالہ یادگار کی اہمیت کو لحاظ رکھتے ہوئے اس کو گوارا کر لیا۔ گو بعد میں بعض حضرات کی وجہ سے مجھے کچھ دقتیں لاحق ضرور ہوئیں اور اسکی وجہ سے رسالہ کے شائع ہونے میں بھی دیر ہو گئی

آل انڈیا رسالہ اور جلسہائے تیرہ سو سالہ یادگار حسینی ایسے اعلیٰ پیمانہ پر ہوئے کہ اُن کا لطف دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا تھا کچھ مختصر حالات اخبارات پانیر۔ منادی دہلی سرفراز لکھنؤ مسافر و آگرہ اخبار وغیرہ سے معلوم ہو سکتے ہیں مجھسے اکثر حضرات نے اس امر کی خواہش کی ہے کہ اس قسم کے جلسے تقاریر ہر سال ہوا کریں۔ ان جلسوں کا سماں دیکھنے والوں کی نگاہوں میں عرصہ تک رہیگا۔

حضرات شعراء سے بھی میں معافی چاہتا ہوں کہ امسال اُن کے دو گھنٹہ تقریریں زیادہ لے گئے لیکن یہ محض اس سال کے لئے تھا آیندہ انشاءاللہ ایسا نہ ہوگا۔ میں جناب حاجی علی محمد خانصاحب ندا اکبرآبادی۔ جناب مولوی انوار الحسن خانصاحب لودی وکیل۔ جناب سید محمد عابد رضا صاحب جناب سید حامد علی صاحب جناب سید ضیا حیدر و مسعود احمد و امانت حسین و جواد الحسن تجلی و انجمن مہدویہ و انجمن سجادیہ و والنٹیریان مسلم لیگ۔ جناب سید ابو حامد صاحب مضطر اکبرآبادی و جناب سید محمد سلیمان صاحب شائق اکبرآبادی اور جناب سید علی حسنین صاحب عندلیب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ رسالہ میں ہر طرح کی امداد فرمائی۔ اس سال جناب سید عطا حسنین صاحب اور جناب سید محمد سلیمان صاحب شائق اکبرآبادی نے سلاموں کو بغرض طباعت صاف کیا جس کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا جاتا ہے۔ بسبب گرانی کاغذ کم از کم اشعار لئے گئے ہیں۔ ۱۱ اشعار سے زیادہ کسی صاحب کے نہیں لئے گئے۔ جو نظمیں نہیں پڑھی گئیں اُن کو بسبب گرانی کاغذ نہیں شائع کیا گیا۔ سرورق کے شعر کا انتخاب جناب مولوی سید محمد رضی صاحب بی۔ اے علیگ سابق ہیڈ ماسٹر اسلامیہ ہائی اسکول آٹاوہ نے فرمایا ہے۔

جناب منشی بال کشن داس صاحب باغ اکبرآبادی و منشی لچھمی نراین سخا جیپوری و منشی رام بابو سکینہ و شاد میرٹھی کے قطعات اور سلاموں سے اُن کے عقیدے کا حال معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے

آل انڈیا مسالمہ
بصدارت جناب مصوّر فطرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ العالی
بتاریخ ۱۵ر فروری سنہ ۱۹۴۲ء بمقام بیکز باغ آگرہ
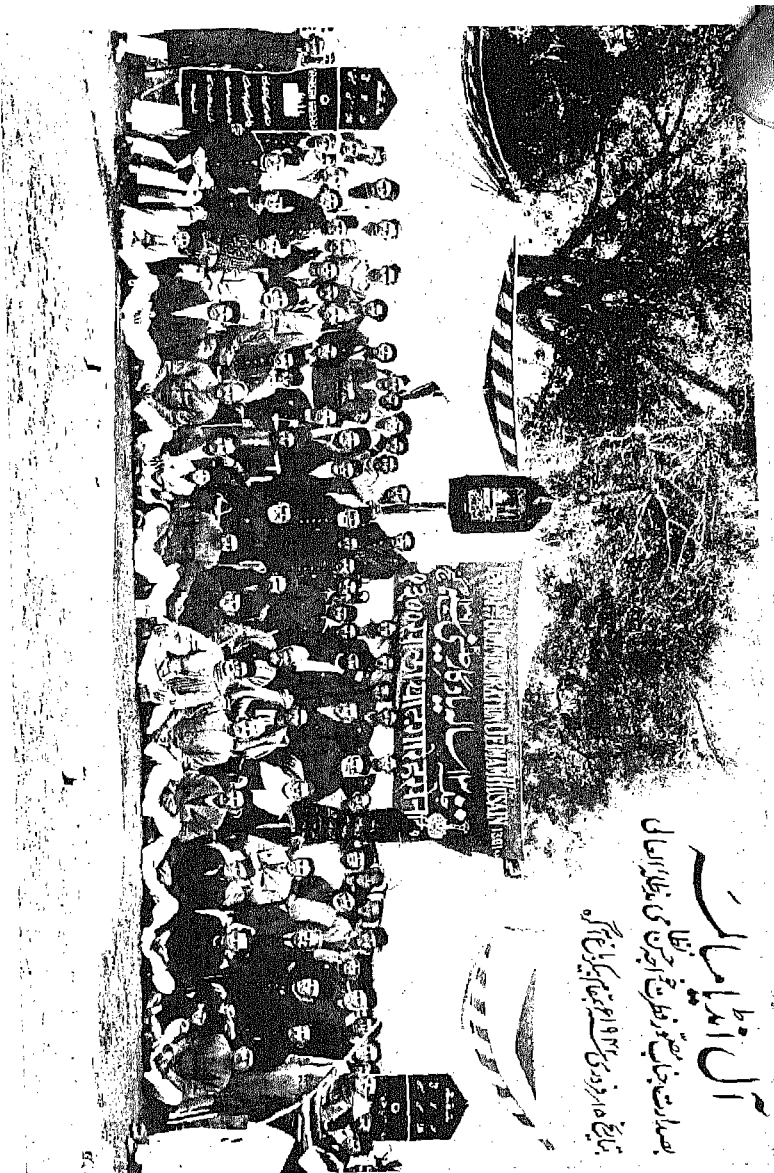
ہندو صاحبان کو امام حسین علیہ السلام سے کس قدر حسن عقیدت ہے۔
آخر میں تمام شعراء و شرکاء آل انڈیا مسالمہ سے مستدعی ہوں کہ جو کچھ مجھ سے غلطیاں یا فروگذاشتیں ہوئی ہوں اُن کو معاف فرمادیں اور آئندہ کے لئے مجھے ہدایت فرمادیں۔ کیونکہ الانسان مرکب من الخطاء والنسیان۔ دوم یہ کہ العذر عند کرام الناس مقبول۔

احقر
سید غلام علی احسن
سکریٹری بزم ادب شاہ گنج۔ آگرہ

تقریر جناب مستطاب معلی القاب مصور فطرت خواجہ حسن نظامی صاحب مد ظلہ العالی

(یہ تقریر جناب سید امیر حیدر صاحب بخت اکبرآبادی اسٹارٹ ہنڈ رپورٹر کانپور نے ہماری استدعا پر لکھی تھی۔ بعض بعض مقامات پر الفاظ رہ گئے ہیں اور ہندی اشلوک لکھنے میں نہ آئے اور ہم کو موقع جناب خواجہ صاحب مد ظلہ کو دکھانے کا نہ مل سکا لہٰذا جو غلطیاں رہ گئی ہوں خواجہ صاحب اور قارئین کرام معاف فرمائیں)

ضلع آگرہ کے ہندو مسلمان بھائیو! آج ہم سب اس شہر میں جمع ہیں۔ جو مغلوں کی راجدھانی ہے۔ آج ہم اس وقت جمع ہوئے ہیں۔ جب تمام دنیا میں قتل و خونریزی کے ہنگامے گرم ہیں۔ آج ہم ایک خونی حادثہ اور سانحہ کی یاد میں یہاں جمع ہوئے ہیں۔ اخبارات ہم کو سناتے ہیں کہ ایک فریق یعنی جاپان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اُس کے مرنے والے زندہ رہتے ہیں۔ اسواسطے وہ اپنے واقعات جنگ کو اپنے مرے ہوئے لوگوں کی روحوں کو سنانے کے لئے روزانہ اپنے گھروں میں جمع ہوتے ہیں۔ اور اُن کو واقعات سناتے ہیں۔ شہنشاہ سے لے کر رعایا تک سب جو اس جلسہ میں شریک ہیں۔ اُن کا ایمان ہے قرآن مجید پر۔ جس نے دو جگہ ارشاد فرمایا ہے۔

جو لوگ اللہ کے راستہ میں قتل ہوئے اُن کو مردہ مت کہو مردہ مت سمجھو۔ وہ زندہ ہیں
اور خدا کے پاس سے رزق حاصل کرتے ہیں (سبحان اللہ) پس ہم بھی اپنے اس
ایمان کے اور اس عقیدہ کے بموجب اپنے سب شہیدوں کو زندہ مانتے ہیں اُنکی
ارواح کو موجود مانتے ہیں۔ اور ہم کو یقین ہے کہ ان ارواح کی تجلیات اس مجلس
میں بھی موجود ہیں۔ اور اس ایمان کی ساتھ عرض کرتا ہوں۔ روح امام امیرالمومنین
سیدنا علی علیہ السلام کی خدمت میں کہ آپ کے غلام آپ کے فداکار آپ کے
محبت رکھنے والے اسی شامیانہ کے نیچے جمع ہیں۔ اور یاد کر رہے ہیں۔ آپ کے فرزند
کی اُس بیکسی کو جو آج سے تیرہ سو برس پہلے عراق کے ملک میں کربلا کے میدان میں
پیش آئی تھی کہا جاتا ہے کہ یہ واقعہ تمام دُنیا کی تاریخ میں بے مثل ہے۔ ہزاروں
خونی حادثات پیش آرہے ہیں اور آتے رہیں گے۔ لیکن ایسا دردناک قصہ ایسا
دردناک افسانہ نہ پہلے کبھی پیش آیا نہ آجکل پیش آرہا ہے۔ نہ آیندہ اُمید ہے کہ
پیش آئے۔ چونکہ اس تحریک کے محرک علامہ سید علی نقی صاحب بھی یہاں تشریف
رکھتے ہیں۔ جنھوں نے ایک سال پہلے دہلی میں تشریف لاکر مجھ سے اس تحریک
کا ذکر کیا تھا۔ اور اُس کے بعد بھی وہ مسلسل یہ کام کرتے رہے۔ اور تمام ہندوستان
میں جو سرگرمی اس تاریخی یادگار سے پیدا ہوئی ہے۔ اُس سب کی روح رواں وہ
ہی ہیں اور وہ یہاں اس وقت موجود ہیں۔ اس واسطے میں روحِ مبارک کی خدمت
میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ کے فرزند کے آپ کے یادگار کے لیے
جو کچھ کام کیا ہے اُس کو قبول فرمائے (آواز میں۔ آمین) حضرات یہ تاریخی دن ہے
یہ تاریخی یادگار ہے۔ آپ ہر محرم میں اور درمیانی زمانہ میں حسینؑ کی یاد میں مصروف
رہتے ہیں۔ اہلبیت کی یاد میں مشغول رہتے ہیں لیکن اس مشغولیت
اور اس مصروفیت میں تاریخ پر آپکی نظر بہت کم جاتی ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ بہت سے

لوگ خواہ وہ جماعت شیعہ میں ہوں یا جماعت اہلِ سنّت میں ہوں تاریخی واقعات
پر غور نہیں کرتے۔ اور اُس کی وجہ سے بہت سی غلط فہمی پیدا ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا
آج میں مختصر طور سے اُن لوگوں کو سمجھانے کے لیئے اور اُن لوگوں کی یادداشت
کے لیئے جو تاریخی واقعات کو نہیں جانتے۔ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں آپ میں جو مسلمان
ہیں وہ جانتے ہیں۔ جو مسلمان نہیں ہیں اُن کو جاننا چاہیئے کہ عرب ملک میں جب
محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خدا کی طرف سے مامور ہو کر اسلام کو پیش
کیا اور اُن پر اللہ تعالٰی نے قرآن نازل کیا تو وہ بشارتیں پوری ہوئیں جو حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے اس آنے والے مامور پیغمبر کے متعلق ارشاد فرمائی تھیں۔ وہ بشارتیں بھی پوری ہوئیں
جو اس بھارت میں ہندوؤں کے بڑے اوتاروں نے یہاں کی مقدس کتابوں میں
ارشاد فرمائیں تھیں۔ .. .. (سنسکرت) اس میں آنحضرت محمد رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کی ذات و صفات کا بیان ہے۔ چار ویدوں میں جو اتھروید
آخری وید ہے۔ اسکی عبارت میں نے آپ کو سنائی۔ اسی طرح سے آخری زمانہ کا پران جو
ہندوؤں میں اٹھارواں پران بھوشیہ آخری زمانہ کا جو پران ہے جس میں آخر زمانہ کے
حالات ہیں۔ اُس میں فرماتے ہیں۔ (سنسکرت) کہ وہ آخر زمانہ کا اوتار سنگل دیپ
میں جنم لے گا، سنگل دیپ سے بعض لوگوں نے سنبل مراد یا ہے۔ لیکن پروفیسر
میکڈونل ؟ نے جو سنسکرت لغت لکھی ہے۔ اُس میں لفظِ سنگل دیپ کے معنی ملک
عرب لکھے ہیں۔ (سبحان اللہ) وہ اوتار سنگل دیپ میں جنم لے گا۔ اور برہمن خاندان
میں جنم لے گا۔ یہ میں کہہ چکا ہوں کہ برہمن ذاتوں میں سب سے اعلٰی ذات مانی جاتی ہے
قبیلۂ قریش تمام قبیل عرب میں وہی عزت اور عظمت رکھتا تھا جو برہمنوں کی اس
ملک میں ہے۔ اس لحاظ سے یہ پیشین گوئی ٹھیک ثابت ہوتی ہے کہ اُس اوتار نے

قبیلۂ قریش میں جنم لیا۔ اور اُس کے بعد کہا کہ اُس اوتار کے پتا کا نام وشنو داس ہوگا
وشنو اسم ذات ہے۔ داس کے معنی غلام کے ہیں۔ حضرت کے والد ماجد کا نام عبداللہ
تھا۔ (سبحان اللہ۔ چیرز) پھر کہا کہ اُس کی ماں کا نام امتی ہوگا۔ یعنی نہایت امانت دار
عورت۔ جس کو عربی زبان میں آمنہ کہتے ہیں (سبحان اللہ) پھر کہا کہ سب سے پہلے
وہ اوتار پہاڑ کی کھو میں بیٹھ کر تپسیا کرے گا۔ غارِ حرا میں آپ کا تشریف لے جانا اور
عبادت کرنا۔ وہاں۔۔۔ آئیں گے اور اُس اوتار کو سبق پڑھائیں گے۔ روح الامین
حضرت جبرئیل غارِ حرا میں آئے اور پہلی آیت جو خدا کے پاس سے آئی۔ اُس کا انداز
ایسا ہی تھا۔ جیسے اُستاد اپنے شاگرد کو پڑھاتا ہے۔ یعنی اقرا باسم۔ اس کے بعد
کلنکی پران میں ہے کہ جس کا اردو ترجمہ میرٹھ کے چھاپہ خانہ میں چھپ چکا ہے کہ اُس
اوتار کو اپنے گھر میں کلیش اور تکلیف پہونچے گی۔ تو وہ شمالی پہاڑوں میں گھر چھوڑ کے
چلا جائے گا۔ مکہ سے مدینہ شمال میں ہے۔ وہاں سے ہجرت ہوئی۔ یہ اُس طرف اشارہ
ہے۔ کلنکی پران میں یہ بھی ہے کہ اُس اوتار کے ایک لاڈلے بچہ کو ایک گرم میدان
میں بےگناہ قتل کیا جائے گا۔ جو تاریخ آپ کو اس خیمہ کے نیچے جمع کر رہی ہے اُس
تاریخ کی بابت اس بھارت ورش کے پران نے اور بزرگوں نے پہلے سے خبر
دیدی تھی۔ میں اپنے آقا اپنے مرشد اعظم اپنے دادا علی مرتضیٰ کی روح مبارک کے
سامنے حاضر ہو کر عرض کر رہا ہوں۔ اور اُن کو یہاں موجود سمجھ کر گذارش کر رہا ہوں
کہ اس دورِ پُر آشوب میں سمندر کے کنارے اپنے تصور کو لے جاتا ہوں۔ تو یہ
دیکھتا ہوں کہ سمندر کی لہریں دوڑ دوڑ کر کنارے کے پاس آتی ہیں۔ اور پھر واپس
چلی جاتی ہیں۔ میں نے اُن لہروں سے پوچھا کہ تم کیوں آتی ہو اور کیوں چلی جاتی
ہو۔ لہروں نے کہا کہ میں سمندر اس زمین سے دور ہوں۔
لیکن مجھے بےچین کیا گیا۔ یہ کنارہ وادیٔ خاک ہے۔ اس کے اطمینان کو دیکھئے۔ میں

چاہتا ہوں کہ اپنی لہروں سے اس کنارے کے ذرہ ہائے خاک کو پریشان کر دوں اور پامال کر دوں اور برباد کر دوں۔ اس واسطے میں اپنی لہروں کو بھیج دیتا ہوں وہ جاتی ہیں اور چلی آتی ہیں کہ کنارے کے امن و سکون اور اطمینان کو پاش پاش کر دوں وہاں ایک کرۂ ہوا آتا ہے۔ اور مجھے بھی ڈھکیل دیتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ ہٹ اے سمندر کہ یہ مٹی ابو تراب کی نشانی ہے۔ جو اس سکون اور اطمینان میں مخفی ہے۔ کوئی طاقت۔ کوئی شیطانیت اس سکون اور اس اطمینان کو برباد نہیں کر سکتی۔ اے مرشد اعظم ابھی بہاسے کچھ لوگ آئے اور انھوں نے وہاں کی بمباری کے قصے سنائے کہا کہ بم جب گرتا ہے تو بڑی بڑی مضبوط چھتوں کو پاش پاش کر دیتا ہے۔ بڑی بڑی عمارتوں کو نیست و نابود کر دیتا ہے لیکن ریت کے بورے جب رکھ لئے جاتے ہیں تو اُن پر بم گر کر ٹھنڈا ہو جاتا ہے ریت کے بوروں پر اُن گولوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ پوچھا کہ کتنے بوروں کی ضرورت ہوتی ہے تو کہا جب تک پانچ بوروں کی تہ نہ ہو اس وقت تک گولوں کے اثر سے حفاظت نہیں ہوتی۔ (سبحان اللہ۔ چیرز) پوچھا کہ جب وہ گولے زمین پر گرتے ہیں تو کیا ہوتا ہے کہا گیا۔ کہ ۲۵ فٹ تک زمین کے اندر گھس جاتے ہیں۔ سوال کیا کہ پھر زمین بھی ذراتِ خاک کا مجموعہ ہے۔ اس میں بھی بہت استحکام ہے۔ اس کے اندر گولہ گھس جائے اور ریت کے بورے پر گر کر پانچ بوروں کی تہ پہ گر کر کچھ اثر نہ ہو۔ اس کا جواب کیا ہے۔ ؟ ضمیر نے جواب دیا۔ کہ ذرات جب الگ ہو کر مجتمع ہو جاتے ہیں۔ ایک بورے میں منظم ہوتے ہیں۔ تب یہ اثر پیدا ہوتا ہے۔ اے مرشد اعظم! ہم آپ کے سامنے عہد کرتے ہیں کہ آپ کی محبت میں ہم اپنے آپس کے اختلافات کو دور کر کے منظم ہوتے ہیں۔ (سبحان اللہ۔ چیرز) خدا ہم کو ابو ترابی قوت سے ہم کو موجودہ مشکلات میں

امن وسکون، راحت اور حفاظت عطا فرمائیے۔ آج کی تاریخی دن میں کربلا کا واقعہ الیکشن کے باعث ہوا۔ اس زمانہ میں بھی اس ہندوستان میں الیکشن نظر آتا ہے اور وہ لوگوں کے دلوں میں تفریق پیدا کرتا ہے (لیکن وہ الیکشن لوگوں کے دلوں میں محبت پیدا کرتا تھا) ایک روز آسمان سے آواز آئی حسن نظامی! حسن نظامی! پوچھا تو کون ہے۔ کہا میں ہوں راجہ بیربل۔ عالم علوی سے بولتا ہوں۔ مسٹر ایڈیسن جب کہ مر کر آئے خدا کے سامنے پیش ہوئے تو حکم ہوا کہ لے جاؤ اس کو دوزخ میں اس نے سینما ایجاد کر کے لوگوں کے دل خراب کر دئیے۔ اقتصادی حالت لوگوں کی خراب کر دی اور اخلاقی حالت کمزور کر دی۔ ایڈیسن نے کہا کہ میری نیت نہ تھی کہ اس سینما بائیسکوپ سے لوگ بد اخلاق ہوں بلکہ یہ نیت تھی کہ اپنی معاش اور روزی کے لئے محنت کریں۔ اور کچھ راحت حاصل کریں۔ اور محمدؐ کی امت جو بے عمل اور زیادہ لہو و لعب میں مبتلا ہے۔ وہ عمل کرنے لگے۔ حکم ہوا کہ اس نے ہمارے حبیب کا نام لیا ہم نے اس کو بخش دیا۔ اس کو آزادی ہے۔ ایڈیسن کی روح نے کہا کہ اے خداوند میں اس قوم میں ہوں جو ایک فائدہ حاصل کرنے کے بعد دوسرے فائدے کے لئے آگے بڑھتی ہے۔ بس یہ آزادی حاصل کرنے کے بعد میں یہ التماس کرتا ہوں کہ میں یہاں بیکار بیٹھا رہتا ہوں مجھے کچھ کام بتایا جائے۔ حکم ہوا کہ کیا چاہتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں زمین پر بجلی کا کام کرتا تھا۔ اب میں آسمان کی بجلی کا زمین کی بجلی سے کنکشن ملائے دیتا ہوں چنانچہ انھوں نے کنکشن ملایا۔ میں نے دیکھا اور میں شہنشاہ اکبر کے پاس گیا میں نے کہا کہ ایڈیسن نے زمین آسمان کو ایک کر دیا ہے۔ اکبر نے کہا کہ میرے ملک کا حال اور میرے خاندان کا حال پوچھ۔ اے حسن نظامی میں تجھ سے یہ حال پوچھنے آیا ہوں کہ

ہندوستان کے شہنشاہ اکبر کے خاندان کا کیا حال ہے؟ میں نے کہا
کہ خاندان کا وہی حال ہے جو پچھلے مفتوحوں کا ہوتا رہا ہے کہ بھیک مانگتے پھرتے
ہیں اور بھیک نہیں ملتی ہے اور ہندوستان کا یہ حال ہے کہ اب الیکشن اور
اسمبلی کے ذریعہ سے حکومت ہوتی ہے۔ راجہ بیربل نے کہا کہ الیکشن اور اسمبلی
ہمارے زمانہ میں نہیں تھی یہ کیا چیز ہے۔ میں نے کہا کہ تم یہ سمجھو کہ آگرہ پایۂ تخت
تھا اور اب صوبہ کا ایک شہر ہے۔ وہاں سے دو امیدوار کھڑے ہوئے ہیں۔
امر سنگھ اور طرہ باز خاں اور دونوں نے ایک مشترکہ جلسہ بلایا کہ ہم کو
اسمبلی میں بھیجو تاکہ ہم تمہاری کچھ خدمت کر سکیں۔ ٹھاکر امر سنگھ نے کہا کہ میں
خاندانی رئیس ہوں۔ میں ہمیشہ خدمت کرتا آیا ہوں۔ مجھے اسمبلی میں بھیجو گے تو
میں بہت کام کروں گا۔ طرہ باز خاں نے کہا کہ میں اخبار کا ایڈیٹر ہوں۔ گھر کے کھدر
کے کپڑے پہنتا ہوں۔ ایک سال کی قید کاٹ چکا ہوں۔ مجھے بھیجو گے تو میں
بہت کام کروں گا۔ ایک شخص کھڑا ہوا اور کہا کہ ہمیں دونوں کا اعتماد نہیں ہے
امر سنگھ سرکاری آدمی ہے۔ سرکار کی خوشامد کریں گے۔ اور طرہ باز خاں
طوائف کا لڑکا ہے۔ جب یہ ممبر ہو جائیں گے تو ہم سب طعنہ دیں گے کہ ان کے
باپ ہی [illegible] ہیں۔ پھر سب جلسے سے آوازیں آئیں کہ ہم کو دونوں منظور نہیں۔ جلسہ
برخاست ہو گیا۔ دوسرے دن طرہ باز خاں ایک شخص یعنی مولا بخش کے پاس گئے
اور کہا کہ یہ آپ نے کیسے کہہ دیا کہ میرے باپ نہیں ہیں میرے باپ تو آپ ہیں۔ آپ جب تخلیہ میں گانا
سننے آیا کرتے تھے۔ انھوں نے کہا یہ بات ہے۔ اس وقت مصلحت کا تقاضا یہی
تھا۔ اب میں کوشش کرتا ہوں۔ چنانچہ اُن کے ساتھ ایک مسلمان کے پاس گئے
اور طرہ باز خاں کا ووٹ مانگا۔ اس نے کہا کہ یہ جو سڑک کے اوپر تار کے کھمبے
لگے ہیں۔ اُن سے ہمارا پٹر رکتا ہے۔ اس تار کو کٹوا دو تو ہم ووٹ دیں گے انھوں نے

کہا یہ کون بات ہے یہ ہو جائے گا۔ ٹھاکر امر سنگھ ووٹ کے لئے گئے تو لوگوں
نے کہا کہ مسجدوں کے سامنے باجا بجانے کی اجازت دلوا دو تو ووٹ دیں گے
. . . . . . یہ سننے کے بعد راجہ بیربل نے کہا کہ اب بہت بُری حالت ہو گئی
ہے۔ میں نے یہ ایک مثال سمجھانے کے لئے دی ہے۔ یہ الیکشن تفریق پیدا کرتا ہے
محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں جو طریقہ الیکشن اور انتخاب کا تھا
اُس سے اتحاد پیدا ہوتا تھا۔ پہلا انتخاب بدر کے میدان میں ہوا جب دشمنوں کے لشکر
سے تین سو تیرہ مسلمانوں کا بدر کے میدان میں مقابلہ تھا اور مغلوب کرنے کے لئے
ایک ہزار آدمی جمع ہوئے۔ جس میں ابو جہل۔ ابوسفیان کے خاندان کے آدمی
ولید، عتبہ وغیرہ بھی تھے اور صف آرائی ہوئی اور چند انصار مقابلے کے لئے میدان میں
آئے۔ اُس وقت ولید اور عتبہ وغیرہ سرداروں نے کہا کہ اے محمدؐ ہمارے
خاندان والوں کو لڑنے کے لئے بھیجو۔ ہم ان مدینے والوں سے لڑنا اپنی ہتک
سمجھتے ہیں۔ یہ ہمارے مقابلے کے نہیں ہیں۔ اُس وقت محمدؐ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
نے اے مرشد اعظم آپ کا الیکشن کیا۔ آپ کو منتخب کیا اور حضرت امیر حمزہ کو منتخب کیا
اور ان کو منتخب کر کے دشمنوں کے مقابلے میں بھیجا۔ آپ نے ان تمام دشمنوں کو
خاک میں ملا دیا۔ اور قتل کر دیا۔ یہ بنیاد تھی کربلا کے واقعہ کی۔ اس دن ابوسفیان
نے اور اُس کے خاندان بنی اُمیہ نے عہد کیا کہ علیؑ سے اور اس کی اولاد سے آج
کے دن کا بدلہ ہم ضرور لیں گے۔ یہ تاریخی بنیاد ہے (سبحان اللہ۔ چیئرز) کیا علیؑ نے
اپنی ذات کے واسطے قتل کیا تھا۔ نہیں ؟۔ کیا علیؑ خود بخود میدان جنگ میں
چلے گئے تھے؟ نہیں۔ انتخاب سے گئے تھے۔ اور کس کے انتخاب سے اُسکے انتخاب
سے جس کی بابت تمام دنیا کی بڑے بڑے پیغمبر اور اوتار پیشن گوئیاں کرتے آئے
ہیں۔ اُس کے انتخاب سے میدان میں گئے اُس کے دین کی حفاظت کے لئے

اُنھوں نے تلوار اٹھائی اُس کے بعد دوسرا لیکن خندق کی لڑائی میں ہوا جب کہ بارہ ہزار فوج
لے کر ابوسفیان مدینہ پر چڑھ کر آیا اور محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم نے خود خندق کھودی اس کے
اندر محصور ہوئے۔ اور صف بندی کی دشمنوں کے لشکر سے ایک سردار عمر ابن عبدالود جو ایک
ہزار سپاہیوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ گھوڑے سے خندق پھلانگ کر آیا اور اُس نے آواز دی
کہ محمدؐ میرے مقابلے کے لئے بھیجو۔ اس وقت کے دستور کے موافق حضرت نے دونوں طرف دیکھا
کہ کون اس کے مقابلے کے لئے جاتا ہے۔ داہنی طرف دیکھا اور پھر بائیں طرف دیکھا لیکن کوئی نہ نکلا
لیکن اے مرشدِ اعظم آپ آگے بڑھے۔ حضرت جو اپنے بھائی کو چاہتے تھے اور
جو اپنے بھائی کو پیار کرتے تھے انھوں نے بہ نظر بشریت یہ کہا کہ تم تجربہ نہیں رکھتے یہ ایک تجربہ کار
سردار ہے۔ عبدالود نے دوسری بار آواز دی۔ حضرت نے دائیں بائیں دیکھا کوئی آگے نہ بڑھا
لیکن اے مرشدِ اعظم تم آگے بڑھے۔ پھر حضرت نے روک دیا۔ تیسری بار دشمن نے کہا کہ اگر
کوئی آدمی میرے مقابلے کے لئے ہمت نہیں رکھتا تو ہتھیار ڈال دو اور شکست قبول کر لو۔
اس وقت اے مرشدِ اعظم آپ برداشت نہ کر سکے اور آپ آگے بڑھے اپنے بھائی اور رسول
سے گذارش کی کہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔ اجازت دیجئے ارشاد ہوا کہ اچھا میرا عمامہ منگاؤ اور
میری تلوار منگاؤ۔ عمامہ اپنے دست مبارک سے سر پر باندھا۔ اور تلوار عطا فرمائی اور وہ لفظ
فرمائے۔ جو لفظ تاریخ میں گونج رہے ہیں۔ اور گونجتے رہیں گے۔ مرشدِ اعظم تمہارا انتخاب کر کے
ارشاد ہوا کہ جاؤ میں نے تم کو خدا کے سپرد کیا اور عبدالود کو تمہارے سپرد کیا۔ تشریف لے گئے۔
عمر ابن الود کو علم تھا تو اس نے کہا کہ اے علیؑ تمہارے باپ ابوطالب میرے دوست تھے۔ میں نہیں
چاہتا کہ اپنے دوست کے لڑکے پر ہاتھ اُٹھاؤں۔ جاؤ کسی اور کو بھیجو تو مرشدِ اعظم آپ نے جواب
دیا۔ اسلام نے رشتے قطع کر دئے ہیں تو دوستانہ کو یاد نہ کر۔ حق کو یاد کر اگر حق کا اقرار کرتا ہے تو حق کے
سامنے آ۔ مجھے شرم آتی ہے۔ یہ کہتے ہوئے کہ تو باطل کے گروہ میں ہے۔ اُس نے اقرار نہیں کیا اور
کہا کہ وار کر ورنہ تجھے حسرت رہ جائے گی۔ اے مرشدِ اعظم آپ نے جواب دیا کہ ہم مسلمانوں

کا یہ شیوہ نہیں ہے کہ ہم پہلے وار کریں تو وار کر تو کہا کہ تیری قسمت یہ کہہ کر اس شخص نے جو تمام عرب
میں ایک ہزار سپاہیوں کے برابر سمجھا جاتا تھا۔ تلوار میان سے کھینچی اور بولا تیار ہو جا۔ اے مرشد اعظم
آپ کے سر مبارک پہ تلوار چلائی۔ تلوار نے پیشانی مبارک کو زخمی کیا اور اس کے بعد وہ آگے نہ بڑھ سکا
پھر اے مرشد اعظم حضور نے للکار کر فرمایا کہ لے ابو طالب کے فرزند کا وار (لوگوں نے درود پڑھا)
یہ کہہ کر حضرت نے تلوار اس کافر کے سر پہ ماری جو کہ سر کو چیرتی ہوئی گردن چیرتی ہوئی سینے کو چیرتی ہوئی
نیچے آگئی اور اس کے دو ٹکڑے ہو گئے (آوازیں سبحان اللہ) اے مرشد اعظم یہ آپ کا دوسرا الیکشن
تھا۔ اور تیسرا الیکشن اس خیبر کے میدان میں ہوا جس کو سب جانتے ہیں جسکی روایات یہ فدائی روزانہ جلسوں
میں پڑھتے ہیں۔ چوتھا الیکشن وہ تھا کہ جب آپکے بھائی اور آپ کے رسول آخری حج کر کے واپس تشریف
لائے اور ایک لاکھ مسلمانوں کے سامنے اونٹ پر سوار ہو کر یہ ارشاد فرمایا من کنت مولاہ فعلی مولاہ
فعلی مولاہ (ترجمہ) یعنی، جس کا میں مولا ہوں علیؑ بھی اس کے مولا ہیں۔ اے مرشد اعظم میرا ایمان ہے کہ
آپ ہمارے مولا ہیں اور محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ آلہ وسلم ہمارے مولا ہیں۔ ان انتخابات نے ایک
نظم پیدا کر دیا اور دلوں کو گرویدہ ۔۔ کر دیا وہ دل جو آزاد تھے اور آزادی پسند تھے اور وہ اس بات کو
جانتے تھے کہ مرشد اعظم آپ نے خدمت جو اسلام کے مشکل زمانوں میں انجام دی ہے جیسا کہ عمرو ابن عبدود
کو قتل کر کے واپس تشریف لائے تو آقائے نامدار محمد رسول اللہ نے آپ کو گلے سے لگایا اور یہ ارشاد فرمایا کہ آج
کا یہ تمہارا کام قیامت تک سب سے افضل رہے گا۔ کیونکہ تم نے اسلام کی بڑے مشکل وقت میں مدد کی ہے اور
خدمت کی۔ اب اس الیکشن کے بعد حضرت کی وفات کے بعد انتخاب ہوئے۔ میں آپس کی جنگ یہاں بیان کرنا نہیں
چاہتا لیکن سنی ہونے کی وجہ سے اس بات کو مانتا ہوں کہ پہلا انتخاب بھی صحیح تھا۔ اور دوسرا انتخاب بھی صحیح
اور تیسرا بھی صحیح تھا اور چوتھا بھی صحیح تھا اور ہمارے حضرت امام حسنؑ علیہ السلام نے جو امن قائم کرنے کیلئے معاہدہ کیا
وہ عہد نامہ بھی ٹھیک تھا اور اس عہد نامہ کے بعد جو کچھ ہوا وہ تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بہت غلط تھا اب
وہ وقت آیا کہ حضرت امام حسنؑ کی شہادت ہو گئی اور عام چرچا ہوا کہ ان کو زہر دیا گیا۔ اس وقت عبداللہ ابن
عباس دمشق میں تھے۔ جب وہ امیر معاویہ کے دربار میں گئے تو پوچھا کہ مرنے کی خبر ملی طبری میں اس کا بیان ہے
..... جو ماخوذ ہے۔ طبری لکھتا ہے کہ ابن عباس نے جواب دیا کہ تمہارے باعث کیا آیا ابن رسول کو قتل کر لے سے

اس وقت امیر معاویہ نے بھرے دربار میں کہا کہ اب میں بوڑھا ہو گیا ہوں۔ میری ہڈیاں کمزور ہو گئیں۔ موت قریب ہے۔ میں حسنؑ سے وعدہ کر چکا ہوں اور عہد کر چکا ہوں اپنے بعد اپنی اولاد کو جانشین نہیں کروں گا مسلمان الیکشن اور انتخاب کے ذریعے جس کو چاہیں گے منتخب کریں گے۔ چنانچہ آپ کو حکم دیتا ہوں کہ اپنی رائے پیش کرو کہ میرے بعد کس کو خلیفہ بنانا چاہتے ہو۔ یہ سن کر لوگوں نے مختلف رائیں دیں۔ کسی نے عبداللہ ابن زبیر کی رائے دی کسی نے عبدالرحمٰن ابن خالد ولید ابن کی رائے دی کسی نے حسینؑ ابن علی کی رائے دی۔ کسی نے یزید ابن معاویہ کی رائے دی۔ لیکن زیادہ رائے عبدالرحمٰن ابن خالد ابن ولید کے واسطے آئیں۔ یہ سن کر امیر معاویہ نے کہا کہ کثرت رائے ایک ایسی شخص کے لئے ہے۔ جو ایک فاتح اور بہادر سپہ سالار کا بیٹا ہے۔ جس نے شام کو فتح کیا اور وہ ملکی انتظامات کی قابلیت بھی اعلیٰ درجہ کی رکھتا ہے۔ اس لئے میری طرف سے مبارکباد کا خط لکھو اور ایک شربت کا جام بطور تحفہ کے بھیجو۔ چنانچہ شربت کا جام اور مبارکباد کا خط عبدالرحمٰن ابن خالد ابن ولید کے پاس بھیجا گیا۔ وہ باہر آئے۔ خط پر بوسہ دیا گیا اور کہا کہ تم گواہ رہنا کہ میں تحفہ کو کھڑے ہو کر پیتا ہوں۔ اور وہ اسی وقت مر گیا۔ کہا گیا کہ شادیٔ مرگ ہوئی۔ خوشی برداشت نہ کر سکے۔ اسی وقت حکم ہوا کہ اب دوسرے شخص کا الیکشن کیا جائے۔ کل ظہر کی نماز کے بعد سب جمع ہوں اور اپنی اپنی رائیں دیں۔ رات بھر حکومت کے افسروں نے قبیلے کے سرداروں سے گٹھ جوڑ کی اور الیکشن کے لئے بات چیت کی۔ ظہر کی نماز کے بعد سب جامع مسجد میں جمع ہوئے۔ وہاں امیر معاویہ بیٹھے یزید بیٹھے اور سب لوگ جنہوں نے رات میں وعدے کئے کہ یزید کی رائے دیں گے۔ لیکن کوئی ابن عباس کے لئے کوئی حسینؑ کے لئے رائے دیتا تھا۔ لیکن یزید کے لئے کسی نے رائے نہ دی یہ دیکھ کر کمانڈر انچیف کی طرف دیکھا۔ وہ منبر کی طرف گیا اور کھڑا ہوا۔ اور اس نے کہا۔ امیر معاویہ کی طرف اشارہ کر کے کہ ہمارے بادشاہ یہ ہیں۔ اور پھر یزید کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ ان کے بعد یہ ہیں۔ جو انکار کرے گا۔ اس کے لئے یہ ہے یہ کہہ کر تلوار میان سے کھینچ کر نکالی اور چمکائی۔ اس کے بعد سب دربار ووٹ دینے

والے کھڑے ہوئے اور ہر ایک یزید ابن معاویہ کیلئے رائے دیتا تھا۔ یہاں کا الیکشن
ختم ہوا۔ اور یزید کو کامیابی ہوئی۔ یہ چیز بھی جس کو اس زمانے کے اصول کے
موافق حسین علیہ السلام نے اے مرشد اعظم آپ کے لاڈلے فرزند نے نامنظور کیا
یزید کے عمل کی وجہ سے اور اسلامی خلاف ورزی کی وجہ سے بھی الیکشن صحیح
نہیں ہوا۔ پس اے مرشد اعظم آپ کے فرزند نے اپنی قربانی پیش کی اپنے بچوں کی
قربانیاں پیش کیں اپنے ساتھیوں اور بھائیوں کی قربانیاں پیش کیں اور حق کو
قائم رکھا وہ قرآن جو آپ کے گھر میں نازل ہوا تھا۔ آپ کے بھائی اور آپ کے
رسول پر اس میں والعصر ان الانسان لفی خسر۔ یعنی زمانے کی قسم ہے کہ ہر انسان
گھاٹے میں ہے۔ مگر وہ نہیں جو ایمان والا ہے۔ کیونکہ وہ گھاٹے میں نہیں ہے۔
جنھوں نے اچھے عمل بھی کئے اور ایک دوسرے کو حق کی نصیحت کی اور ایک
دوسرے کو صبر کی نصیحت کی۔

اے مرشد اعظم! جو حق کے لئے آواز بلند کرے گا۔ اور حق پر رہیگا۔ حق کے
پیروں کو صبر عطا کر۔ اے مرشد اعظم ہم سب حسینؑ ابن علیؑ سے محبت رکھتے ہیں۔
آپ کے سارے خاندان سے ہم محبت رکھتے ہیں۔ اور اسی محبت کو ہم اپنی نجات
کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ اس واسطے اس خیمہ میں جمع ہو کر آپ کے سامنے پیش ہو رہے ہیں
والسلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ

امیر حیدر رپورٹر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مصرع طرح

خار زارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

مسالمہ منعقدہ

یکشنبہ ۲۸ محرم الحرام ۱۳۶۱ھ

۱۵ فروری ۱۹۴۲ء بمقام بیکر باغ آگرہ

۱۔ اخضر جناب مولوی خادم علیخاں صاحب میونسپل کمشنر آگرہ

اے مجاہد تو نے انسانوں کو انساں کر دیا — موت سی شئے کو مسلمانوں کا ارماں کر دیا

سرفروشی نے تری اے معنئ ذبحِ عظیم — خون کے قطروں کو بھی آیاتِ قرآں کر دیا

دھوپ، لو، فاقہ، سفر، بیچارگی، تشنہ لبی — صبر کا سیّد نے ہر پہلو نمایاں کر دیا

کس قدر جامع کتنی مقتل میں نمازِ مختصر — ایک سجدے نے مکمل دین و ایماں کر دیا

زندۂ جاوید ہے اسلام اس کے نام سے — تشنہ رہ کر جس نے پیدا آبِ حیواں کر دیا

ایک سجدہ ہو گیا ضامن نجاتِ قوم کا — ایک دل کی تو نے دنیا میں چراغاں کر دیا

جان بھی دی اس ادا سے تو نے اے جانِ رسول — اپنے ماتم اپنے غم کو جانِ ایماں کر دیا

مرحبا اے نینوا کے تاجدارِ انقلاب — اپنا دامن نصرتِ حق کا گریباں کر دیا

شہ رگِ اسلام ہے پروردۂ خونِ حسینؑ — پیکرِ اسلام کو جنت بداماں کر دیا

سر بہ ہتہ جائیگی مقتل میں ناموسِ رسول — اس لئے زخمِ جگر اکبر نے عریاں کر دیا

شکر ہو کیونکر ادا اخضر غمِ شبیر کا

ہیں تو کیا ہوں دل کی ہستی کو نمایاں کر دیا

۲- احسنؔ - جناب سید غلام علی صاحب سکریٹری آل انڈیا مسالمہ بزم ادب شاہ گنج آگرہ

مجھ پہ یہ احسان اور بالائے احساں کر دیا ۔۔۔ آلِ احمدؐ کا مجھے حق نے ثنا خواں کر دیا

زندۂ جاوید ہیں آتے ہیں ہر مشکل میں کام ۔۔۔ کربلا والوں کو کیا سمجھے ہو بیجاں کر دیا

ہو گئی کافور میری فکر کی سب تیرگی ۔۔۔ داغہائے ماتمِ شہ نے چراغاں کر دیا

آلِ احمدؐ سے دلوں میں تھیں پرانی کاوشیں ۔۔۔ کربلا کی جنگ سے یہ رازِ عریاں کر دیا

آنسوؤں کی قدر و قیمت جب نہ ٹھہری کوئی شے ۔۔۔ نذرِ حق نے باکیونکو باغِ رضواں کر دیا

اس طرح بکھرے ریاضِ فاطمہؑ کے بن میں پھول ۔۔۔ خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

عمر بھر غمگیں رہے جس غم میں ختم المرسلین ۔۔۔ دو پہر میں شہ نے اس مشکل کو آساں کر دیا

کربلا کی جنگ کا سہرا ہے تشنہ لب کے سر ۔۔۔ تیر کھا کر مسکرایا فتحِ میداں کر دیا

دیکھ کر اس بزم کو آپس میں کہتے ہیں ملک ۔۔۔ مغفرت کا خوب یہ احسنؔ نے ساماں کر دیا

۳- اخترؔ - جناب سید علی مہدی صاحب بھرت پوری

خوب اجالا اے عرب کے ماہِ تاباں کر دیا ۔۔۔ ظلمتِ باطل میں نورِ حق نمایاں کر دیا

کربلا والے عجب کار نمایاں کر دیا ۔۔۔ دیکے سر اسلام کو ممنونِ احساں کر دیا

واہ یہ خونِ شہیداں کی چمن آرائیاں ۔۔۔ کربلا کے ذرہ ذرہ کو گلستاں کر دیا

کر دیا اسلام کو اسلام تم نے یا امام ۔۔۔ خون سے رنگین آخر قصرِ ایماں کر دیا

لا کے ننھے شیر کو دنیا میں وہ عزمِ مستقل ۔۔۔ ظلم سے بیعت نہ کی ہستی کو قرباں کر دیا

جان دے کر پھونک دی اسلام میں روحِ حیات ۔۔۔ کفر باطل کر دیا حق کو نمایاں کر دیا

اے خوشا شاہِ ید اللہ اے زہے مشکل کشا ۔۔۔ نام لینا تھا کہ ہر مشکل کو آساں کر دیا

کس کے دم سے حشر تک کعبہ میں ایسا ہو گی اذاں ۔۔۔ توڑ کر بت کس نے اک کا نمایاں کر دیا

نیّرِ انوارِ حق اخترؔ دلِ شبیر تھا ۔۔۔ اخترِ اسلام کو جس نے نمایاں کر دیا

۴- اثرؔ- جناب محمد حبیب اللہ صاحب جلیسری سیاہہ نویس تحصیل آگرہ

جھکی جب شہ نے سر سجدہ میں قرباں کر دیا — آخری منزل نے ہر منظر پریشاں کر دیا

حقِ غمخواری ادا تا حدِّ امکاں کر دیا — آفریں اُن کو کہ شہ پر خود کو قرباں کر دیا

لاشِ اکبر پر حرم رو رو کے یوں کرتے تھے بین — گم ستم کی بدلیوں نے ماہِ تاباں کر دیا

اصغرِ معصوم نے دیدی وہیں ننھی سی جاں — حرملہ نے تیر جب صرفِ رگِ جاں کر دیا

حضرتِ عباسؑ و قاسمؑ جب ہوئے رن میں شہید — ہر نئے غم نے نیا محشر کا ساماں کر دیا

ایک ہی اصغر کلی نے ایک اکبر پھول نے — خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

غم کی آوازوں میں ہے کیا کچھ خدا جانے اثرؔ — یہ جہاں پہونچیں وہیں محشر کا ساماں کر دیا

کیوں نہ روز افزوں غمِ حسنینؑ ہو دل میں اثرؔ — حق نے جب اُس کو چراغِ نورِ ایماں کر دیا

۵- اکبرؔ- جناب ماسٹر سیّد اکبر حسین صاحب اکبرآبادی

اپنے خوں سے شاہ نے رنگیں گلستاں کر دیا — شہ نے طرفہ مصرفِ خونِ شہیداں کر دیا

قتل ہو کر راہِ حق میں فاطمہؑ کے لال نے — خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

گھیر کر دریا کنارے حضرتِ عباسؑ کو — نیزہ و تلوار سے اعدا نے بیجاں کر دیا

جس کو اٹھارہ برس پالا تھا ماں نے ناز سے — دین کی خاطر شاہ نے اسکو بھی قرباں کر دیا

اسے شہیدِ کربلا برباد تم نے گھر کیا — اس لئے اللہ نے جنت کا سلطاں کر دیا

حلقِ سبطِ مصطفےٰ پر کند خنجر پھیر کر — شمر نے اک حشر عالم میں نمایاں کر دیا

ہو زیارت روضۂ سرور کی بھی مجھکو نصیب — بس اسی ارمان نے اکبرؔ کو پریشاں کر دیا

۶- احقرؔ- جناب منشی محمد یوسف علیخاں جلیسری متعلم مدرسہ عالیہ جامع مسجد آگرہ

سلام

یہ حسینؑ ابنِ علیؑ نے ہم پہ احساں کر دیا — سر کٹا کر بخششِ امت کا ساماں کر دیا

حرملہ تجھ کو نہ آیا رحم اصغر سا صغیر — ہائے اُس کا حلق چھیدا اور بیجاں کر دیا

ایک بھی غنچہ نہ چھوڑا ظالموں نے حیف ہے — مصطفیٰ کے باغ کو بالکل ہی ویراں کر دیا
خون کا قطرہ بذاتِ خود ہی تھا اک آفتاب — کربلا کے ذرے ذرے کو چراغاں کر دیا
جو مقید ہو کے آیا قافلہ سادات کا — ظالموں نے شام میں اخگرؔ یہ اعلاں کر دیا

۷۔ اخترؔ جناب اختر عباس صاحب دھولپوری

آپ نے اسلام کو ممنونِ احساں کر دیا — ہر مسلماں کو حقیقت میں مسلماں کر دیا
عبدِ حر کا بھی رہے گا صفحۂ ہستی پہ نام — مرد تھا سر کو نثارِ شاہِ مرداں کر دیا
قابلِ مدحت ہیں بنتِ فاطمہ کی ہمتیں — اپنے ماں جائے پہ دو بیٹوں کو قرباں کر دیا
یہ شہادت زندگیٔ ملتِ بیضا بنی — تو نے مٹ کر مٹنے والوں کو نمایاں کر دیا
خونِ غمِ شاہِ شہیداں نے رلایا اس قدر — اخترؔ ناچیز کو لعلِ بدخشاں کر دیا

۸۔ اخترؔ جناب شیخ احمد حسین صاحب نارووالی قلعہ گوجر سنگھ لاہور

نوعِ انساں پر علیؑ زادے نے احساں کر دیا — اصلیت یہ ہے دلِ کافر مسلماں کر دیا
ناخدائے کشتیٔ اسلام ہے سبطِ نبی — جس نے بحرِ کفر کا نابود طوفاں کر دیا
اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا لعینوں کا ستم — آب و دانہ بند کر کے خونِ مہماں کر دیا
زندہ رہتے ہیں جو راہِ حق میں ہو جاتے ہیں قتل — شہ کے سر نے اس کو ثابت پڑھ کے قرآں کر دیا
شکر ہے کر کے نوازش حضرتِ شبیرؑ نے — بزمِ عالم میں تجھے اخترؔ درخشاں کر دیا

۹۔ اخگرؔ جناب منشی اعتماد علیخاں جلیسری تلمیذ محمد نو رخاں صاحب جلیسری

سلام

اصلیت کو آج خنجر نے نمایاں کر دیا — زندگی کو موت کے پردے میں عریاں کر دیا
وقتِ آخر شہ نے زینب سے یہ رو رو کر کہا — عابدِ بیمار کو سب کا نگہباں کر دیا
ہائے حارث کر کے تو نے دونوں بچوں کو شہید — قبر میں مسلم کے لاشہ کو پریشاں کر دیا

۱۰۔ آدا۔ جناب محمد یوسف خان متھراوی تلمیذ جناب محمد سرفراز خان فا اکبر آبادی

سر کٹا کر امتِ احمد پہ احساں کر دیا — مغفرت کا ہم گنہگاروں کی ساماں کر دیا
گھر لٹا کر شاہ نے اپنا کیا ہم کو غنی — بے سر و ساماں تھے لیکن خوب ساماں کر دیا
سر خدا کی راہ میں اپنا کٹا کر شاہ نے — خار زارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا
یا علی کہہ کر علی اکبر لڑے اس شان سے — لشکرِ اعدا کو دم بھر میں پریشاں کر دیا
کانپ اٹھا اہلِ حرم کی آہ سے سارا جہاں — آسماں والوں کو بھی اس غم نے گریاں کر دیا
حشر تک ہوئے گی لعنت شمر پہ اب سے ادا — جس نے اک پھولا پھلا گلزار ویراں کر دیا

۱۱۔ ارشاد۔ جناب ایم ارشاد حسین صاحب زیدی الدہلوی ثم بھرتپوری

حق کو باطل سے جدا کر کے نمایاں کر دیا — تو نے اے سبطِ نبی عالم پہ احساں کر دیا
کانپ اٹھی جس کے تصور ہی سے روحِ کائنات — وہ حسینی عزم نے کارِ نمایاں کر دیا
جاں نثاری سیکھ لی دنیا نے تجھ سے اے شہید — تیری قربانی نے قربانی کو آساں کر دیا
دلِ استبداد کو تو نے دیا درسِ وفا — آدمیت نے تیری انساں کو انساں کر دیا
عشق کہتے ہیں اسے یہ ہے ثباتِ دردِ عشق — شہ نے شہزادہ علی اصغر بھی قرباں کر دیا
سر وہ عریاں کیا ہوں جس پہ چادرِ تطہیر ہو — کیا ہوا گر ظاہری نظروں میں عریاں کر دیا
آج اکثر دانۂ تسبیح پہ لاتا ہے رنگ — وہ نمازی خوں جسے مقتل میں پنہاں کر دیا
خلد میں ارشاد حوروں کو سناؤں گا سلام — مدحِ سرور نے مری بخشش کا ساماں کر دیا

۱۲۔ ابوذر۔ جناب سید اشفاق حسین صاحب محرر جوڈیشل تحصیل کھیراگڑھ ضلع آگرہ

تو نے اسے خونی کفن ہر درد و غم ارماں کر دیا — بن کے خود مظلوم غم ہر غم کا درماں کر دیا
حق نے ہمدردی پہ رکھا کل نظامِ کائنات — رحمتہ للعالمین کو فخرِ دوراں کر دیا
شانِ خودداری کو ایماں اور خودی کو سلطنت — قائدِ راہِ وفا کو نفسِ رحماں کر دیا
یہ عروجِ دارِ فنا کی تو ہیں شانِ خدا — خار زارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

واقعی الموت اولیٰ من رکوع بالعار ہے — اس حسینی عہد نے انساں کو انساں کر دیا
انقلاب ہم چاہتے ہیں کچھ ہی ہم پہ بیت جائے — اس عدا نے منجمد خونوں میں طوفاں کر دیا
دی ادائے فرض سے مطلب براری کو شکست — مرحبا اے حامیِ حق، حق پہ احساں کر دیا
بیڑیاں ذلت کی تھے آلِ نبی نے پہن کر — یہ شرف بخشا کہ بس منت کا ساماں کر دیا
خونِ اصغر نے ابوذر حل کیا نازک سوال — یہ خلافت یا عداوت تھی درخشاں کر دیا

۱۳۔ اقبالؔ۔ جناب اقبال نراین صاحب اکبرآبادی

مجرئی اعدا نے کیا اسپوں کو جولاں کر دیا — جب علی اکبر بڑھے تو صاف میداں کر دیا
جان کیا نکلی علی اصغر کے سینہ سے ادھر — دل میں بانو کے ادھر بھی خون ارماں کر دیا
خدمت اہلِ بیت کی کرنے لگا دسے یزید — حق نے یوں ایسے شقی کو بھی پشیماں کر دیا
دینِ حق پر سر کٹا یا شاہ نے اے عرشپو — دین حق کو سرخرو کے باغ امکاں کر دیا
قتل سے شبیرؑ کے کیا مل گیا تجھکو یزید — ہوکے خنداں آتشِ دوزخ کو خنداں کر دیا
گوہرِ ایماں ہیں آنسو۔ یہ غمِ شبیرؑ ہے — جس نے آنکھوں کو کچھ ایسا ابر نیساں کر دیا
خونِ حُر نے جو حمایت میں بہا اسلام کے — کربلا کو باغِ رضواں حُر کو رضواں کر دیا
حق دینداری حسینؑ ابن علیؑ پر ختم ہے — حق نے جو بخشا وہ نذرِ دین و ایماں کر دیا
تھے یزیدی جتنے کیا اقبالؔ وہ انسان تھے — عابدِ بیمار تک کو پابجولاں کر دیا

۱۴۔ اسدؔ۔ جناب مرزا یعقوب علی صاحب

سبطِ احمدؐ نے عجب کارِ نمایاں کر دیا — بخشش امت کی خاطر سر کو قرباں کر دیا
ہو گئی کافور ظلمت قلب یزدانی ہوا — حُر کے سر پر شاہ نے رحمت کا داماں کر دیا
گل کئے شمع نبی نے کفر کے گھر کے دئے — حشر تک روشن چراغ دین و ایماں کر دیا
بوستانِ مصطفےٰ پر جان دیتی تھی بہار — وہ چمن پھولا پھلا امت نے ویراں کر دیا
سینچ کر آلِ نبی نے خون سے صحنِ علی — خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

پڑ گئی جس دم نگاہِ انتخابِ بوتراب
حضرتِ سلمان کو فخرِ سلیماں کر دیا

کربلا کی خاک کو حاصل ہے کیا عز و شرف
کبریا نے وردِ بے درماں کا درماں کر دیا

مہرِ حیدر نے بفضلِ کبریا مرزا اسد
ذرۂ ناچیز کو مہرِ درخشاں کر دیا

۱۵- اشرف۔ جناب شرافت حسین صاحب جعفری بدایونی

دے کے سر سبطِ نبی نے حق نمایاں کر دیا
دین محکم کر دیا مضبوط ایماں کر دیا

گلرخانِ باغِ خاتونِ جناں کے فیض نے
کربلا کا بن ہمیشہ کو گلستاں کر دیا

کیا قیامت ہے جنھیں آئے تھے ملنے خلد کے
ان کی لاشوں کو جفا کاروں نے عریاں کر دیا

ماہِ کنعاں کی تجلی ہو گئی پیشِ نظر
یوسفِ شبیرؑ نے زنداں کو زنداں کر دیا

حق نے مولا کو بنایا تاجدارِ اولیا
حضرتِ شبیرؑ کو شاہِ شہیداں کر دیا

کربلا میں آپ کی اولاد کو ہر چیز کو
ابنِ شاہِ حل عطا نے حق پہ قرباں کر دیا

کیوں نہ ہو جاؤں تری مشکل کشائی پہ فدا
جب کہا مشکل کشا مشکل کو آساں کر دیا

الفتِ آلِ پیمبر اشرفِ عاصی کو دی
خلد کے ملنے کا مولا نے یہ ساماں کر دیا

۱۶- اظہر۔ جناب سید محمد اظہر صاحب اکبرآبادی

حضرتِ شبیرؑ نے کارِ نمایاں کر دیا
دے کے سر اپنا سرِ ملت پہ احساں کر دیا

کیسے فرطِ شوق سے تکمیلِ فرماں کر دیا
کس رضا و صبر سے گھر بھر کو قرباں کر دیا

راہِ حق میں اپنی عظمت کو نمایاں کر دیا
کر دیا پورا اُسے جو عہد و پیماں کر دیا

دو پہر میں سینچ کر اپنے نفاس خون سے
خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

دیکھ کر تاراج گلشن حیدرِ کرار کا
پھول اور غنچوں نے اپنا چاک داماں کر دیا

تھی بہت ہی سخت منزل منزلِ کرب و بلا
جذبِ دل نے اس سفر کو سہل و آساں کر دیا

خاک کو مشہد کی اظہر سید ابرار نے
لے کے اپنے دامنِ تر میں گلستاں کر دیا

۱۷۔ افسرؔ۔ جناب مرزا باقر علیؒ صاحب بی۔اے منشی فاضل لاہور

کس قدر شبیرؑ نے انساں پہ احساں کر دیا　　گھر کا گھر اپنا بقائے دیں پہ قرباں کر دیا

ذرّہ ذرّہ کو وہ دی خوں سے جلا شبیرؑ نے　　خاک کو آئینۂ رخسارِ ایماں کر دیا

اللہ اللہ خشک تھا کتنا گلا شبیرؑ کا　　جس کی بے آبی نے قاتل کو پشیماں کر دیا

قتلِ فرزندِ نبی نے کربلا کے دشت میں　　فطرتِ عالم میں برپا ایک ہیجاں کر دیا

زیرِ شمشیرِ جفا کر کے نمازِ حق ادا　　شاہ نے پیدا علاجِ دردِ عصیاں کر دیا

صبر سے سنّہ کے ملک گردوں پہ ششدر رہ گئے　　انبیا کو صورتِ آئینہ حیراں کر دیا

خانماں برباد ہو کر حضرتِ شبیرؑ نے　　کربلا میں فتح بابِ درسِ عرفاں کر دیا

بے ردا ہو کر حرم نے شام کے دربار میں　　کفر کے رازِ پسِ پردہ کو عریاں کر دیا

قبر میں پوچھا گیا افسرؔ کا مشرب جس گھڑی　　ہم نے ذکرِ شاہ کو مضموں کا عنواں کر دیا

۱۸۔ باقرؔ۔ جناب مرزا باقر حسین صاحب لکھنوی ڈرائنگ ماسٹر شعیب محمدیہ ہائی اسکول آگرہ

اس کے میں قربان جس نے گھر کو قرباں کر دیا　　سر دیا، سجدہ کیا ایماں کو ایماں کر دیا

آپ کی الفت نے میری چشمِ تر کو اے حسینؑ　　ایک گوہر ریز گویا ابرِ نیساں کر دیا

دیکھنا فیاضیاں اشکِ غمِ شبیرؑ کی　　جو ملک آیا اُسے گوہر بداماں کر دیا

چاکِ دامانی جو دیکھی حضرتِ شبیرؑ کی　　صبحِ عاشورہ نے چاک اپنا گریباں کر دیا

اللہ اللہ یہ اثر نورِ امامت میں یہ ضو　　ذرّہ ذرّہ کربلا کا مہرِ تاباں کر دیا

امتیازِ حق و باطل آپ نے سبطِ رسول　　جس قدر دشوار تھا اتنا ہی آساں کر دیا

اے حسینؑ ابنِ علیؑ اے نورِ انوارِ رسل　　جگمگا دی دین کی دنیا چراغاں کر دیا

دیکھنا باقرؔ کہ اک داغِ غمِ شبیرؑ نے　　قبر کی تاریک منزل میں چراغاں کر دیا

۱۹۔ نجمتؔ۔ سید امیر حیدر صاحب اکبر آبادی شارٹ ہینڈ رپورٹر کانپور

سلام

ہم نے جب ذکرِ غمِ شاہِ شہیداں کر دیا ذکرِ حیدرؑ۔ ذکرِ احمدؐ۔ ذکرِ یزداں کر دیا
کربلا میں شہ نے کیا کارِ نمایاں کر دیا دیں بنایا دین کو۔ ایماں کو ایماں کر دیا
سرمۂ چشمِ ملک ہے خاکِ پائے بوتراب حضرتِ جبریل کو شمعِ شبستاں کر دیا
ایک ذرہ کو بنایا مرتضیٰ نے آفتاب حضرتِ سلماں کو فخرِ سلیماں کر دیا
جانِ احمدؐ نے بتائے معنیٔ ذبحِ عظیم تین دن کی پیاس میں گھر بار قرباں کر دیا
کون دنیا میں ہے ایسا جاں نثارِ معرفت جان دی لیکن مسلماں کو مسلماں کر دیا
جنگ کی کیا صبر و استقلال سے شبیرؑ نے لشکرِ کفار کو میداں میں حیراں کر دیا
کربلا میں دیکھئے قلب و جگر شبیرؑ کا اکبر و اصغر کو نذرِ تیر و پیکاں کر دیا
ہو گیا اے نجمتؔ ہم کو دوست دشمن میں تمیز امرِ مشکل فاتحِ خیبرؑ نے آساں کر دیا

۲۰۔ بیکاؔ۔ جناب آغا سید محمد مدثر صاحب رضوی ٹیلیگراف ماسٹر ریٹائرڈ

کربلا والوں نے یوں حق کو نمایاں کر دیا جان و مال و نام کو مذہب پہ قرباں کر دیا
وعدۂ طفلی وفا کر کے حسینؑ ابن علیؑ بخششِ امت کا تم نے خوب ساماں کر دیا
چھوڑ کر دشمن کا ساتھ حرؑ آ گیا سوئے حسینؑ عافیت کی فکر نے منزل کو آساں کر دیا
آخری ہدیہ میں تم نے اے حسین ابنِ علیؑ نازنیں اصغرؑ کو اپنے نذرِ پیکاں کر دیا
بند پانی کر دیا شبیرؑ پر اے ابنِ سعد طمعِ دنیا نے تجھے انساں سے حیواں کر دیا
کیں شہیدانِ وفا کے خون نے یہ گلکاریاں خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا
خوب کی توقیرِ اہلبیتؑ امت نے بیکاؔ زینبؑ و کلثومؑ کو پابندِ زنداں کر دیا

۲۱۔ باغباںؔ۔ جناب بندو خاں صاحب وارثی اکبر آبادی

اک تصور تھا جسے خنجر پہ قرباں کر دیا سر کہاں تھا سر تو نذرِ حکمِ یزداں کر دیا

کیا شجاعت، کیا شہادت کیا خودی کیا بیخودی — ختم تشنہ کام نے ہر ایک میداں کر دیا
یہ خبر کیا تھی کہ بڑھ جائے گی اس سے روشنی — لوگ سمجھے گُل چراغِ دین و ایماں کر دیا
دفن کر کے بھانجے، بیٹے، بھتیجے شاہ نے — ارضِ دشتِ کربلا کو گل بہ داماں کر دیا
تو نے دکھلائے فلک شکستنا والوں کا دل — دے کے سر دُنیا کی دشواری کو آساں کر دیا
رحمتوں نے لے لیا خوش ہو کے اپنی گود میں — جب مکمل شہ نے درسِ دین و ایماں کر دیا
نوکِ پرِ نیزے کے سر صرف کلام اللہ تھا — کس ادا سے انکشافِ رازِ پنہاں کر دیا
سینچ کر شہ نے نبی زادوں کے خوں سے باغباں — خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

۲۲۔ باغ۔ جناب حکیم بالکشن داس صاحب اکبرآبادی یادگار حضرت فلک مرحوم اکبرآبادی

قطعات

کیونکر نہ ناز ہو مجھے اپنے نصیب پر — آقا ہیں جو جہاں کے ہیں اُن کا غلام ہوں
جانے گا قدر کیا کوئی گُدڑی کے لعل کی — شاہوں سے کم نہیں ہوں گدائے امام ہوں

دیگر

کیا ہے سدا احترامِ حسینؑ — پڑھا ہے ادب سے سلامِ حسینؑ
تصنع نہیں ہے خدا جانتا ہے — وظیفہ ہے میرا امامِ حسینؑ

دیگر

ازل سے ہے عشقِ امامِ حسینؑ — پیا ہے طبیعت سے جامِ حسینؑ
مجھے کیا جلائے گی اے نارِ دوزخ — لکھا ہے میرے دل پہ نامِ حسینؑ

سلام

حُر تھا ناری دم میں نوری شاہِ ذیشاں کر دیا — آپ نے ذرّہ کو خورشیدِ درخشاں کر دیا
پھر محرم آیا سب نے چاک داماں کر دیا — پھر غمِ شبیرؑ نے سب کو پریشاں کر دیا
اے گلِ باغِ محمدؐ تیری بوئے مست نے — فیض سے اپنے بیاباں کو گلستاں کر دیا
اُف یہ شانِ صبر و استقلال یہ ہمتِ حسینؑ — گھر کا گھر اسلام کی عظمت پہ قرباں کر دیا
حور کیا غلمان کیا، انسان کیا، حیوان کیا — موت نے شبیرؑ کی سب کو پریشاں کر دیا

مجھے کوسوں دور تھیں انسانیت کی منزلیں
شہ نے اپنا درد دے کر مجھکو انساں کر دیا

اللہ اللہ ایک داغِ ماتمِ شبیرؑ نے
گنجِ مرقد میں چراغاں ہی چراغاں کر دیا

دولتِ کونین بخشی اپنا غم دے کر حسینؑ
باغ جیسے بے نوا کو تم نے سلطاں کر دیا

۴۳۔ تائبؔ۔ سید اختر حسینؑ جعفری بہرسری (ریاست بھرتپور)

کر دیا اسلام کو ممنونِ احساں کر دیا
کر دیا شبیرؑ نے سر نذرِ یزداں کر دیا

بھانجے۔ بیٹے، بھتیجے۔ سب کو قرباں کر دیا
دین کو دیں کر دیا۔ ایماں کو ایماں کر دیا

واہ کیا شبیر نے کارِ نمایاں کر دیا
کربلا کے دشت کو رشکِ گلستاں کر دیا

واہ اے سبطِ نبی خود اپنے خوں سے سینچ کر
خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

داد کیسی کربلا میں رات دن بیداد تھی
ظالموں نے کچھ نہ سمجھا قتلِ مہماں کر دیا

خود بخود آنے لگی تائبؔ لو بد خلد اب
میری قسمت نے مجھے جنت بداماں کر دیا

۴۴۔ تمنّاؔ۔ جناب سید محمد اسمٰعیل صاحب جعفری روپاس ریاست بھرتپور

مجرئی سرور نے سر کو حق پہ قرباں کر دیا
لن تنالوا البر کا مطلب درخشاں کر دیا

کیوں نہ اس کی ذات پہ اطلاق ہو ذبحِ عظیم
جس نے سر سجدے میں امرِ حق پہ قرباں کر دیا

فلسفہ آزادیٔ عالم کا اے سبطِ نبی
تیرے عنوانِ شہادت نے درخشاں کر دیا

ہو گئی کفارۂ عصیاں شہادت بالیقیں
مشکلاتِ بخششِ امت کو آساں کر دیا

درسِ عبرت ہے شہادت بیعتِ فاسق حرام
شاہِ دیں نے دورِ مستقبل پہ احساں کر دیا

مو بمو شیرازۂ قرآنِ ناطق تھا حسینؑ
ظالموں نے مثلِ اوراقِ پریشاں کر دیا

تیرے ہی قدموں کی برکت سے تو اے خضرِ جناں
خارزارِ کربلا جنت بداماں کر دیا

شجرۂ عالم میں ہے وہ کرسیٔ سبطِ نبی
حشر تک اسلام کو جس نے نمایاں کر دیا

قدر کی سبطِ نبی کی کچھ نہ بے قدروں نے حیف
مصحفِ ناطق تمناؔ طاقِ نسیاں کر دیا

۲۵۔ ثمرؔ۔ جناب سید آلِ نبی صاحب وکیل بھرتپوری

تلاش سجدوں نے کرلی کوئی جبیں نہ ملی — جبیں ملی تو جھکانے کو سرزمیں نہ ملی
حسینؑ آپ نے آغوشِ عاطفت میں لیا — پناہ دینِ محمدؐ کو جب کہیں نہ ملی
آنکھیں کھولو خدا کی قدرت دیکھو دیکھو — آئینہ ساز کی حقیقت دیکھو
انوارِ محمدی کا جلوہ ہے حسینؑ — آئینۂ قرآں میں یہ صورت دیکھو

سلام

آکے اک انسان نے انساں کو انساں کردیا — کعبہ کعبہ کردیا ایماں کو ایماں کردیا
کیوں ثمرؔ آخر یہ ہم پر کس نے احساں کردیا — گلشنِ اسلام کو یوں گل بداماں کردیا
خونِ دل سے رنگ بھر کر حسن کی تصویر میں — ایک جلوہ ذرّے ذرّے میں نمایاں کردیا
نکتہ کن تھا کہ نکتہ بائے بسم اللہ کا — جس نے نورِ حسنِ باطن کو نمایاں کردیا
تھا یہی نکتہ کہ جب پھیلا دو عالم بن گیا — جب کبھی سمٹا نمایاں حسنِ قرآں کردیا
جنگ کہتے ہیں اسے تا حدِّ امکانِ نظر — دستِ حق سیفِ خدا نے صاف میداں کردیا
جان بھی پیاری نہ کی دل بھی جگر بھی دے دیئے — ایک ننھا سا گلا بھی نذرِ پیکاں کردیا
تیر کھانا کھیل تھا ننھے مجاہد کے لئے — پھول سے اپنے گلے کو نذرِ پیکاں کردیا
اللہ اللہ جا درِ تطہیر کی شانِ نیاز — بے نیازی کو کسی کی گل بداماں کردیا

۲۶۔ جمیلؔ۔ جناب محمد جمیل صاحب اکبرآبادی

ہر امت کیا نہ اسے شاہِ شہیداں کردیا — دین زندہ کردیا بخشش کا ساماں کردیا
ذوالفقارِ حیدری کے رن میں جب جوہر کھلے — صف کی صف دم میں اللہ دین صفایاں کردیا
باغِ زہراؑ کے گلوں نے اپنی دکھلائی بہار — خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کردیا
راہِ حق میں آخری دم تک رہے ثابت قدم — گھر لٹا یا شاہِ دیں نے سر بھی قرباں کردیا
کیا شہیدانِ وفا کے خون کی تاثیر تھی — خاک کے ذرّوں کو رشکِ ماہِ تاباں کردیا

تیرے دم سے گلشنِ اسلام میں آئی بہار ۔۔۔ پتّہ پتّہ سے ہویدا نورِ ایماں کر دیا
لطف بخشا یہ غمِ شہ نے پسِ مردن جمیلؔ ۔۔۔ میرے سر سے دور میرا بارِ عصیاں کر دیا

۲۷۔ حامدؔ۔ جناب حکیم حامد علی خاں صاحب فیروز آبادی

اے سلامی شہ نے کیا کارِ نمایاں کر دیا ۔۔۔ مرضیٔ خالق پہ سارے گھر کو قرباں کر دیا
خاک کے ذرّوں کو گلہائے گلستاں کر دیا ۔۔۔ خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا
گھر لٹایا راہِ حق پر خود کو قرباں کر دیا ۔۔۔ شہ نے پورا کمسنی کا عہد و پیماں کر دیا
اس کو کہتے ہیں ضیا بخشیٔ زمینِ کربلا ۔۔۔ تیرے ہر ذرّہ کو شہ نے مہرِ تاباں کر دیا
ہادیٔ راہِ طریقت تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام ۔۔۔ تو نے ہر دل کو تجلّی گاہِ عرفاں کر دیا
وہ دکھایا صبر و استقلال ہنگامِ وغا ۔۔۔ آدمی تو کیا فرشتوں کو بھی حیراں کر دیا
دے دیا سر اور نہ کی بیعت یزیدِ شوم کی ۔۔۔ تا قیامت امتیازِ کفر و ایماں کر دیا
واقعاتِ کربلا میں ہو گیا رونا ثواب ۔۔۔ مغفرت کا بھی سیہ کاروں کے ساماں کر دیا
ہو گئی بخشش ملی حامدؔ اسے راہِ نجات ۔۔۔ واقعاتِ کربلا نے جس کو گریاں کر دیا

۲۸۔ حامدؔ۔ جناب سید حامد علی صاحب جعفری اسسٹنٹ ماسٹر وکٹوریہ ہائی اسکول آگرہ

اے حسینؑ ابنِ علیؑ امت پہ احساں کر دیا ۔۔۔ راہِ جنت اور دوزخ کو نمایاں کر دیا
کیا ثنا و وصفِ آلِ پاک ہو انساں سے ۔۔۔ ختم جب تو صحیفے میں خالق نے قرآں کر دیا
جس نے آنکھوں کو کیا گریاں غمِ شبیرؑ میں ۔۔۔ مغفرت کا روزِ محشر اس نے ساماں کر دیا
اس طرح سینچا حسینؑ ابنِ علیؑ نے خون سے ۔۔۔ خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا
لا فتیٰ الا علیؑ لا سیف الا ذوالفقار ۔۔۔ جنگِ خندق میں خدا نے عام اعلاں کر دیا
چھوڑ کر فوجِ یزیدی آ گئے سوئے حسینؑ ۔۔۔ اے حُرِ غازی بڑا کارِ نمایاں کر دیا
تا ابد رہوے نہ کیوں قاسمِ حسینی یادگار ۔۔۔ راہِ حق میں جس نے سب گھر بار قرباں کر دیا
کچھ جلال و جاہ کی خواہش نہیں حامدؔ مجھے ۔۔۔ حق نے مجھ کو زائرِ شاہِ شہیداں کر دیا

۲۹ - حسنؔ - جناب سید حسن اکبر صاحب پہسری (کھڑتیور)

حضرتِ شبیرؑ نے دنیا پہ احساں کر دیا　　یہ حقیقت ہے کہ دینِ حق نمایاں کر دیا
کفر کی ظلمت مٹا کر دینِ حق روشن کیا　　اک ہلالِ نو کو گویا ماہِ تاباں کر دیا
آپ کے جود و سخا کی ہے یہ ادنیٰ سی مثال　　جو گدا آیا اسے بختِ سلیماں کر دیا
کوفیوں کے ظلم کی ملتی نہیں کوئی مثال　　اصغرِ بے شیر کو تیروں سے بیجاں کر دیا
زینب و کلثومؑ کے شانوں میں باندھیں رسیاں　　حضرتِ سجادؑ کو بھی پا بجولاں کر دیا
انتہائے ظلم کی یہ آخری تصویر تھی　　بیکسوں کو شام میں پابندِ زنداں کر دیا
امتِ عاصی کی بخشش کا نہ تھا کچھ سلسلہ　　گھر لٹا کر آپ نے ممنونِ احساں کر دیا
فخر زیبا ہے حسنؔ تم کو حسنؑ کے فیض نے　　بزم میں شبیرؑ کا یکتا سخنداں کر دیا

۳۰ - حیدرؔ - جناب آغا کلب حیدر صاحب اکبرآبادی

ناوکِ بیداد سے اصغرؑ کو بے جاں کر دیا　　حرملا نے گل چراغِ زیرِ داماں کر دیا
تو نے پھونکی پیکرِ اسلام میں روحِ حیات　　تو نے اے ابنِ علیؑ ایماں کو ایماں کر دیا
سر کٹا کر کربلا میں تو نے فرزندِ رسولؐ　　روزِ محشر بخششِ امت کا ساماں کر دیا
تیری مظلومی کا کلمہ آج تک پڑھتی ہے خلق　　تو نے وہ جانِ نبیؐ کارِ نمایاں کر دیا
آبیاری کر کے خونِ پاک سے تم نے حسینؑ　　خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا
اس گھرانے کا ہر اک چھوٹا بڑا تھا سرفروش　　حلقِ اصغرؑ نے بھی اپنا نذرِ پیکاں کر دیا
کربلا میں ظلم کی بادِ خزاں ایسی چلی　　دوپہر میں گلشنِ زہراؑ کو ویراں کر دیا
آندھیوں کے ساتھ اٹھ کر کربلا کی خاک نے　　پردۂ ناموسِ شاہِ دیں کا ساماں کر دیا
اس حسینی یاد میں حیدرؔ نے پڑھ کر یہ سلام　　کربلا والوں کے غم میں سب کو گریاں کر دیا

۳۱ - حکیمؔ - جناب عبد الحکیم صاحب تلمیذ حضرت ندا اکبرآبادی

آپ کے ایثار نے کارِ نمایاں کر دیا　　عاصیوں کی حشر میں بخشش کا ساماں کر دیا

بہرِ ملت کربلا میں مٹ گئے اے سبطِ نبی ۔۔۔ آپ نے در اصل ہر انساں کو انساں کر دیا
راہِ حق میں دے کے سر مشکلکشا کے لعل نے ۔۔۔ اُمتِ عاصی کی دشواری کو آساں کر دیا
جانشیں شہ نے بنا کر حضرتِ سجاد کو ۔۔۔ اُمتِ عاصی کی کشتی کا نگہباں کر دیا
کربلا میں شاہ نے الحمد سے والناس تک ۔۔۔ ایک ہی سجدے میں سارا ختم قرآں کر دیا
راہِ حق میں بخشش امت کی خاطر اے حکیم ۔۔۔ شہ نے اکبر سے جواں بیٹے کو قرباں کر دیا

۴۲۔ حیدرؔ۔ جناب سید حیدر مہدی صاحب اکبرآبادی

راہِ حق میں اپنے سب کنبے کو قرباں کر دیا ۔۔۔ یعنی شہ نے بخشش امت کا ساماں کر دیا
آئے ہمشکلِ پیمبرؐ جب سرِ دشت وغا ۔۔۔ دشت کے ہر ایک ذرہ کو درخشاں کر دیا
جب نہ تھی تقصیر کوئی اصغرِ بے شیر کی ۔۔۔ کس لئے پھر تو نے ظالم اس کو بیجاں کر دیا
اپنے گلشن کی بہاروں کو لٹا کر شاہ نے ۔۔۔ کربلا کے دشت کو رشکِ گلستاں کر دیا
بن گئے نوری سے ناری کس لئے اے کوفیو ۔۔۔ ظالموں کیوں گل چراغِ بزمِ عرفاں کر دیا
اپنی قربانی سے زندہ کر دیا اسلام کو ۔۔۔ جان دے کر شاہ نے ایماں کو ایماں کر دیا
خوں بہا کر اپنا اے حیدر علیؑ کے لعل نے ۔۔۔ خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

۴۳۔ رازؔ۔ جناب سید سبط حسنؑ صاحب زیدی فتحپوری ممبر انجمن حیدری فتحپور ہنسوہ

حلقِ اصغر چھید کر محشر کا ساماں کر دیا ۔۔۔ بے خطا اے حرملا کیوں خونِ ناداں کر دیا
اللہ اللہ یہ تحمل اور یہ ایثارِ حسینؑ ۔۔۔ راہِ حق میں آپ نے بے شیر قرباں کر دیا
گو چراغِ خانۂ زہراؑ الٰہی ہر بجھ گیا ۔۔۔ بجھ کے لیکن قصرِ ایماں میں چراغاں کر دیا

۴۴۔ راحتؔ۔ جناب پیرزادہ سید علی صاحب اجمیری

کربلا میں گلشنِ حیدرؑ کو ویراں کر دیا ۔۔۔ ظالموں نے دین کو دنیا پہ قرباں کر دیا
سچ تو یہ ہے آپ ہی کے صبر اور ایثار نے ۔۔۔ جذبۂ حقانیت کو پھر نمایاں کر دیا
یا حسین ابنِ علیؑ میں نے تڑپ کر جب کہا ۔۔۔ آپ نے فوراً سکونِ دل کا ساماں کر دیا

بیعتِ فاسق نہ کی اسلام کو زندہ کیا — امتِ احمدؐ پہ یہ سرور نے احساں کر دیا
ضعف میں فاقہ کشی میں اس قدر جم کر لڑے — آپ کی جرأت نے اک عالم کو حیراں کر دیا
کربلا جاؤں گا راحتؔ اب مقرر ہند سے — سب مہیا حضرتِ خواجہ نے ساماں کر دیا

۳۵۔ رہبرؔ۔ جناب سید علی غضنفر صاحب اکبرآبادی

اے سلامی کربلا والوں نے احساں کر دیا — جان دے کر ہر مسلماں کو مسلماں کر دیا
اے دُرِ بحرِ امامت تجھ پہ لاکھوں ہی سلام — دین کو اک بار پھر تو نے درخشاں کر دیا
خونِ ناحق کا اسیری نے حرم کی جا بجا — کربلا سے شام تک اعلان پہ اعلاں کر دیا
اے نبی کے ماننے والو یہی اسلام ہے — اہلبیتِ مصطفےٰ کے سر کو عریاں کر دیا
جان دے کر کفر کی ہستی مٹا دی آپ نے — اے حسینؑ ابن علیؑ اس کو نمایاں کر دیا
اے بہتّر کربلا کے مرنے والو مرحبا — ملتِ اسلام کی گردن پہ احساں کر دیا
یہ اثر رہبرؔ تھا اہلبیت کی تشہیر کا — جس جگہ پہنچے غمِ سرور فروزاں کر دیا

۳۶۔ رازؔ۔ انوار احمد صاحب کراولی۔ ضلع آگرہ

وہ عرب کا چاند تجھ میں سو رہا ہے نینوا — جس نے امت کے لئے سب گھر کو قرباں کر دیا
جو توانا تھے وہ سب جامِ شہادت پی چکے — ناتوانوں کو اسیرِ قیدِ زنداں کر دیا
چل بسے عباس و قاسم اور اکبر نوجواں — لاڈلے اصغر کو بھی امت پہ قرباں کر دیا
رازؔ تھا کربل میں پانی مانگنا شبیر کا — آپ کی مظلومی نے ہر جا نورِ ایماں کر دیا

۳۷۔ رضاؔ۔ جناب سید موسیٰ رضا صاحب اکبرآبادی

اے سلامی کس کے غم نے سب کو گریاں کر دیا — کیسا گریاں حشر کا پرزے گریباں کر دیا
ظالموں نے یہ نہ سمجھا کون ہیں کیا ہیں حسینؑ — پارہ پارہ کربلا میں ہائے قرآں کر دیا
لائے تھے باغِ نبی کے شاہِ دیں چن چن کے پھول — خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا
مشکلیں اسلام میں جو پڑ گئیں تھیں اے حسینؑ — زیرِ خنجر سر کٹا کر ان کو آساں کر دیا

بجھنے والی شمع تھی اسلام کی لیکن حسینؑ — خون کے قطروں سے اپنے پھر چراغاں کر دیا
منزلِ صبر و رضا میں شہ رہے ثابت قدم — بچہ بچہ کربلا میں حق پہ قرباں کر دیا
صاف دل ہو کر کوئی دیکھے تو آئے گا نظر — واقعی شہ نے عجب کارِ نمایاں کر دیا
اے رضاؔ رہنا مناسب اب نہیں ہے ہند میں — انقلاباتِ زمانہ نے پریشاں کر دیا

۳۸۔ رعناؔ۔ جناب مولوی شکور احمد صاحب اکبر آبادی

کربلا کے چاند نے روشن بیاباں کر دیا — سر دیا سجدے میں سجدے کو درخشاں کر دیا
کس قیامت کا تہِ خنجر دکھایا معجزہ — تا ابد اسلام کے جینے کا ساماں کر دیا
کس ادا سے اُس نے حق کی بارگاہِ ناز میں — نذر دی اصغر کی جب اکبر کو قرباں کر دیا
اُس نے دیں اتنی خدا کی راہ میں قربانیاں — فطرتِ مسلم کا ہر پہلو نمایاں کر دیا
کیا اُجالا ہو گیا سوزِ غمِ شبیرؑ سے — داغِ ماتم کو چراغِ راہِ ایماں کر دیا
دونوں عالم کی محبت اُس کے قدموں پر نثار — درد کو دل سے لگا کر جسنے درماں کر دیا
سیزدہ صد سال سے ہے اُس کا ماتم آج تک — موت کو بھی زندگی دے کر نمایاں کر دیا
کفر کی ظلمت مٹا دی ایک نگاہِ گرم سے — چہرۂ اسلام کو صبحِ درخشاں کر دیا
دو جہاں روتے ہیں رعناؔ انہیں جن کی پیاس نے — علقمہ کو مضطرب موجوں کو لرزاں کر دیا

۳۹۔ راحتؔ۔ جناب راجگوپال لال صاحب شقہ نویس تعلیمہ خانہ ملک مرحوم اکبر آبادی

قول کو پورا تمہارے شاہِ مرداں کر دیا — مرضیِ داور پہ سر سرور نے قرباں کر دیا
حضرتِ عابد کو اللہ نے نگہباں کر دیا
حرملہ کے تیر نے محشر نمایاں کر دیا — اصغرِ تشنہ دہاں کو خوں میں غلطاں کر دیا
سب کو اس معصوم کے خوں نے پریشاں کر دیا
زینبِ خستہ جگر نے سوگ میں شبیرؑ کے — حضرتِ عباسؑ کے اور اصغرِ بے شیر کے
چاک داماں کر دیا ٹکڑے گریباں کر دیا

بند پانی کر دیا دریا کا نابنجار نے — آگ خیموں میں لگا کر شمرِ بد اطوار نے
کارزارِ کربلا شعلہ بداماں کر دیا

تین دن تشنہ رہے آلِ نبی والاصفات — دیکھ لی دریا دلی ہم نے تیری نہرِ فرات
مالکِ تسنیم و کوثر کو پریشاں کر دیا

حشر تک زندہ رہے گی دہر میں یہ یادگار — خون کے چھینٹوں نے شہیدوں کی دکھائی یہ بہار
خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

سر جدا تن سے ہزاروں کر دئے اک آن میں — تیغ جب شہ نے چلائی لشکرِ کفار میں
فوج کو لے راج اعدا کی پریشاں کر دیا

۴۰۔ رسا۔ جناب مستقیم شاہ صاحب اکبرآبادی

شہ نے راہِ حق میں سارے گھر کو قرباں کر دیا — مغفرت کا امتِ عاصی کے ساماں کر دیا
قابلِ صد رشک قربانی ہے یہ بھی اے خلیل — سر کٹا یا اپنا اور بیٹوں کو قرباں کر دیا
ظلم کی حد ہوگئی دنیا لرز کر رہ گئی — گود میں مظلوم کے اصغر کو بیجاں کر دیا
جان دے کر شاہ نے اسلام میں جان ڈال دی — خاک کے ذروں سے ظاہر نورِ ایماں کر دیا
حشر تک دنیا نہ بھولے گی غمِ شبیر کو — آہ اک مظلوم کو سجدہ میں بیجاں کر دیا
ہل گیا آہِ رسا سے اے رسا سارا جہاں — جب اسیرانِ بلا کو قیدِ زنداں کر دیا

۴۱۔ رنگین۔ جناب غلام محی الدین رنگین شاہ صاحب چشتی قصبہ کراولی ضلع آگرہ

آیۂ تطہیر نے سب پر نمایاں کر دیا — الفتِ آلِ محمد جزوِ ایماں کر دیا
مرحبا معجز نما خونِ حسینی مرحبا — خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا
اک شہیدِ ناز نے امت کی خاطر دشت میں — بھائی بیٹے بھتیجے سب کو قرباں کر دیا
گھر لٹا کر سر کٹا کر حضرتِ شبیر نے — امتِ عاصی کی ہر مشکل کو آساں کر دیا
کانپ اٹھا عرشِ بریں اس ہمتِ شبیر پر — اصغرِ بے شیر کو جب نذرِ پیکاں کر دیا

ہو گیا رنگین خونِ شہ سے دشتِ کربلا
جس کی رنگینی نے اک عالم کو حیراں کر دیا

۴۲۔ زوّار۔ جناب محمد زوار حسین صاحب بدایونی

سبطِ پیغمبر نے کیا کارِ نمایاں کر دیا
عزتِ اسلام کا اختر درخشاں کر دیا

عالمِ انسانیت کے فردِ اکمل ہیں حسینؑ
آپ کے ایثار نے دنیا کو حیراں کر دیا

گلشنِ زہراؑ کے پھولوں نے بسا دی سرزمیں
خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

آسماں اس غم میں روئے آنسوؤں سے خون کے
ہے شفق کو مظہرِ خونِ شہیداں کر دیا

جس نے دو آنسو بہائے اس کی بخشش ہو گئی
آپ نے جنسِ شفاعت کو بھی ارزاں کر دیا

کربلا کا سانحہ عالم میں گزرا ہے عظیم
حق نے اس کی منزلت کو درجِ قرآں کر دیا

اے زمینِ کربلا تجھ کو ملے کیا کیا شرف
دردمندانِ جہاں کا تجھ کو درماں کر دیا

سر جھکاتے ہیں بشر آنکھیں بچھاتے ہیں ملک
تیرے ہر ذرّہ نے وحدت کو درخشاں کر دیا

حشر تک نشہ کی ترنگ اتر سکتی نہیں
بادۂ حق نے غمِ شاہِ شہیداں کر دیا

۴۳۔ سعید۔ جناب سید سعید الحسن صاحب مدرس مدرسہ پاسکے چوکی آگرہ تلمیذ جناب جواد ناز نذراتی

باغِ زہراؑ و علیؑ کو آہ ویراں کر دیا
اک پھلے پھولے گلستاں کو بیاباں کر دیا

حرملا نے کر کے سینہ چھاں تیر سے معصوم کو
مادرِ خستہ جگر کا خون ارماں کر دیا

جب کمر بستہ ہوئے شہ کی رفاقت میں حبیب
ان کو پیری میں خدا نے مردِ میداں کر دیا

دیکھ کر گرداب میں کشتیِ دیں شبیرؑ نے
اک جھنڈولے بال والا نذرِ طوفاں کر دیا

کاٹ کر شمرِ لعیں نے شاہ کا سوکھا گلا
مضطرب حیدرؑ کو زہراؑ کو پریشاں کر دیا

پڑھ کے سورۂ کہف کا قرآں سرِ ابرار نے
دینِ حق کا یوں سرِ بازار اعلاں کر دیا

گھر لٹا کر راہِ حق میں مصطفیٰؐ کے لعل نے
ہم گنہگاروں کی ہر مشکل کو آساں کر دیا

مرتبہ آلِ رسولِ پاک کا وہ ہے سعیدؔ
جن کی خاطر حق نے صحرا کو گلستاں کر دیا

۴۴۔ سعید۔ جناب سید محمد سعید صاحب کاظمی اکبرآبادی

یہ حسینی عزم نے کار نمایاں کر دیا　　کذب کی بڑھتی ہوئی جرأت کو لرزاں کر دیا

صبر و استقلال کا جوہر نمایاں کر دیا　　اُف نہ کی اور گھر کا گھر امت پہ قرباں کر دیا

مطلع اہلِ نظر اب تک ہے جنگِ کربلا　　یوں بہم شیرازۂ اجزائے ایماں کر دیا

پھر رہی تھی دین پر جب موت منڈلاتی ہوئی　　روحِ تازہ بھر کے پھر جینے کا امکاں کر دیا

کس قدر ہے عظمتِ قربانیِ شانِ حسینؑ　　جور و استبداد کو سر در گریباں کر دیا

جاہ و حشمت روک سکتی ہے کبھی اعلانِ حق　　جان دے کر حق پرستوں نے نمایاں کر دیا

دے کے سر اپنے بہتر سر فروشوں نے سعید　　خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

۴۵۔ ساحر۔ جناب مختار الدین صاحب اکبرآبادی

اے ہوائے شام کیا ظلمِ فراواں کر دیا　　گلشنِ زہراؑ کے پھولوں کو پریشاں کر دیا

تربتِ اصغر نے ذروں کو درخشاں کر دیا　　خاک میں کس چاند کے ٹکڑے کو پنہاں کر دیا

تشنہ لب شبیرؑ نے کار نمایاں کر دیا　　تشنگیٔ عشق کو کوثر بداماں کر دیا

حر کے دل میں بھر دیا نورِ حقیقت شاہ نے　　ایک ذرہ کو بڑھا کر ماہِ تاباں کر دیا

اللہ اللہ حضرتِ شبیرؑ کی قربانیاں　　اصغرِ معصوم کو بھی نذرِ پیکاں کر دیا

جان ڈالی ہے تنِ ملت میں اس کے خون نے　　کربلا میں ظالموں نے جس کو بے جاں کر دیا

کتنا نور افروز تھا خونِ محمدؐ کا جمال　　دو ستاروں نے بیاباں میں چراغاں کر دیا

آنسوؤں کا اور مصرف ہی نہ تھا ساحر کوئی　　میں نے دل کے خون کو نذرِ شہیداں کر دیا

۴۶۔ سلمہ۔ جنابہ بنتِ شیخ وزیر بخش صاحب ردولی مختاری تلمیذ حضرت ندا اکبرآبادی

وحشتِ دل نے عیاں وحشت کا ساماں کر دیا　　اے سلامی غم میں شہ کے چاک داماں کر دیا

مرحبا صد مرحبا برجِ امامت کے قمر　　کربلا کا ذرہ ذرہ ماہِ تاباں کر دیا

کیسے انساں تھے ہمیں افسوس ہے اس بات کا　　کوفیوں نے نذرِ دولت دین و ایماں کر دیا

اس کو کہتے ہیں محبت زینب دلگیر نے — حضرتِ شبیرؑ پہ بیٹوں کو قرباں کر دیا
حضرتِ عباس بھائی کی کمر خم کر گئے — اور جواں بیٹے کے غم نے شہ کو بیجاں کر دیا
آسماں پر حور و غلماں مرحبا کہنے لگے — جب گلا اصغر نے اپنا نذرِ پیکاں کر دیا
حضرتِ حاجی ندا صاحب کے فیضِ خاص نے — اے سلامی آج سلمہ کو سخنداں کر دیا

۴۷۔ سخاؔ۔ جناب منشی لچھمی نراین صاحب بی۔ اے مجسٹریٹ ریاست جیپور پنشنر

دے کے سر ایمان پہ یہ ایماں پہ احساں کر دیا — مجرئی شبیرؑ نے ایماں کو ایماں کر دیا
وہ یزیدی لشکرِ وحشی کی سرداری حُرؔ — کیا خدا کی شان ہے اس حُر کو انساں کر دیا
شاہِ دیں کے روضۂ اطہر کے جلوے دیکھئے — کربلا کو غیرتِ گلزارِ رضواں کر دیا
موجبِ غیرت شفاعت کو تھے امت کے گناہ — نذرِ جاں سے شہ نے اس مشکل کو آساں کر دیا
شوق کی اس مسکراہٹ کو نہ لگنے دی نظر — زیرِ خاک اصغر کو شہ نے آپ پنہاں کر دیا
یہ امامت ہے لٹا کر اپنے سب گھر بار کو — عاصیوں کی مغفرت کا ساز و ساماں کر دیا
شکر ہے اللہ کا بخشا ہمیں دردِ حسینؑ — درد کیا بخشا ہمیں در اصل درماں کر دیا
آ گیا میری زباں پہ کربلا کا سانحہ — اور اس نے اصلِ محشر کو پریشاں کر دیا
پڑھ کے آیا ہے سلام اللہ رے شانِ قبول — جانتے بھی ہو سخاؔ کو کس نے نازاں کر دیا

۴۸۔ سیفیؔ۔ جناب سید محمد سمیع الحسن صاحب متھراوی گورنمنٹ ٹیلیگراف آفس آگرہ

ابنِ حیدرؑ کی شہادت نے یہ ساماں کر دیا — مذہبِ اسلام کو سب سے نمایاں کر دیا
باعثِ تسکینِ خاطر ہو گئی یادِ حسینؑ — درد نے گویا علاجِ دردِ پنہاں کر دیا
شاہراہِ عشق میں شبیرؑ نے رکھ کر قدم — جو عزیز از جان تھے ان سب کو قرباں کر دیا
درسِ آزادی دیا جس نے تمہیں اے شامیو — اس کے اہلِ بیت کو مجبورِ زنداں کر دیا
تو نے مظلوموں کا دے کر ساتھ وقتِ امتحاں — اے حُرِ غازی عجب کارِ نمایاں کر دیا
بچے بچے نے بہا کر خوں خدا کی راہ میں — کربلا کے چپے چپے کو گلستاں کر دیا

سیفیؔ عاصی کی قسمت دیکھئے روزِ جزا — حُبِّ اہلبیت نے بخشش کا ساماں کر دیا

۴۹۔ سیفیؔ۔ جناب مکرم علی صاحب اکبرآبادی وکیل ہائیکورٹ ریاست دھولپور

شمعِ دیں میں شہ نے داخل نورِ ایماں کر دیا — یہ چراغِ کشتہ کس نے فروزاں کر دیا
دین کے پردہ میں پوشیدہ تھا جو مکر و فریب — آپ کے لاشے کی عریانی نے عریاں کر دیا
تو نے چھیڑا زخم کے زخمہ سے نغمہ صبر کا — سازِ دیں کو بربطِ تارِ رگِ جاں کر دیا
تو نے اے شاہینِ عرفاں قوتِ پرواز سے — عینِ عرفاں کو حضیضِ اوجِ عرفاں کر دیا
عرش پر تھرا گیا قدرت کا جوشِ انتقام — کس کی سیلی نے الٰہی کس کو گریاں کر دیا
اس قدر جلوے لئے بیٹھی ہے خاکِ کربلا — طور کا جلوہ چراغِ زیرِ داماں کر دیا
شاید اس ملعون کے سینہ کے اندر دل نہ تھا — جس نے سیفیؔ اس بھرے گھر کو بیاباں کر دیا

۵۰۔ شوخ۔ جناب ڈاکٹر سید سخاوت علی جعفری اکبرآبادی جانشین حضرت رئیس مرحوم اکبرآبادی

رباعیات

محبوب حبیب سے ملا ہے دیکھو — یہ وصل مگر فصل نما ہے دیکھو
اس میم کے پردے کو اٹھاؤ تو سہی — احمدؐ میں احد چھپا ہوا ہے دیکھو

انسان ہے انسان کا اشبہ نہ نظیر — ہاں چاردہ معصوم کی ہے اک تنویر
نقاش کچھ ایسا ہوا محو حیرت — کھینچتی رہی ہر بار وہی اک تصویر

لاکھوں سے لڑا پیاس میں غازی ایسا — قبضہ ہے عراق پر حجازی ایسا
شبیرؑ سا عابد کوئی دیکھا نہ سنا — سر دے دیا سجدے میں نمازی ایسا

سلام

صبر کو اعجاز اسے شاہِ شہیداں کر دیا — خود نہ رو کے چشمِ نم دنیا کو گریاں کر دیا
کیسے تیرہ سو برس تا حشر چھپ سکتا نہیں — شہ نے سنہ ٦١ھ میں وہ کارِ نمایاں کر دیا

کربلا نے امتیازِ کفر و ایماں کر دیا ‏— مسئلہ جتنا تھا مشکل اتنا آساں کر دیا
جان دی تو نے جو اے پیاسے شہیدِ نینوا ‏— آبِ خنجر کو خدا نے آبِ حیواں کر دیا
وارثِ تیغِ علیؑ نے اپنی مظلومی کا راز ‏— فتح پا کر قلبِ عالم پر نمایاں کر دیا
دین کامل کر دیا اللہ نے روزِ غدیر ‏— دے کے سر سجدہ میں شہ نے کامل ایماں کر دیا
کربلا کے دشت میں اے بے سر و ساماں حسینؑ ‏— امتِ جد کے لئے بخشش کا ساماں کر دیا
دے کے چادر راہِ حق میں زینبِ خاتون نے ‏— دینِ احمدؐ کو چراغِ زیرِ داماں کر دیا
اپنے خوں سے کر کے رنگیں فاطمہ کے لال نے ‏— کربلا کو شوخ رنگِ باغِ رضواں کر دیا

۵۱۔ شاہد۔ جناب منشی شہاب الدین صاحب اکبرآبادی

صرف اک بچہ کیا قربان ابراہیمؑ نے ‏— حضرتِ شبیرؑ نے کنبہ کو قربان کر دیا
ہم گنہگاروں کی مشکل دور کرنے کے لئے ‏— اصغرِ معصوم تک کو شہ نے قرباں کر دیا
کس قدر انمول تھیں شبیرؑ کی قربانیاں ‏— ساری دنیا کا مکمل دین و ایماں کر دیا
جو معمہ دونوں عالم کے لئے دشوار تھا ‏— سر کو سجدہ میں کٹا کر شہ نے آساں کر دیا
حق نے قرباں جنت و کوثر کئے حسنینؑ پر ‏— اور یہ شبیرؑ نے سب حق پہ قرباں کر دیا
دو جہاں کیا حق تو یہ ہے اس کا فدا ہے ہی خدا ‏— حقِ محبت کا ادا شاہِ شہیداں کر دیا

۵۲۔ شاد۔ جناب منشی للتا پرشاد صاحب شاد میرٹھی مقیم کوٹہ جنکشن (راجپوتانہ) مصنف تیر رسولیا

انتہائے ظلم نے عالم کو حیراں کر دیا ‏— حرملہ کے تیر نے اصغرؑ کو بے جاں کر دیا
جس کے جلوے سے منور تھا مدینہ ایک دن ‏— وہ زمینِ کربلا میں نور پنہاں کر دیا
ظالموں کو رحم تک بالکل نہ آیا ہائے ہائے ‏— خون میں شبیرؑ کا سر غرق و غلطاں کر دیا
شاہ پر وہ آفتیں آئیں فرشتے رو دیئے ‏— ہائے جنت میں پیمبرؐ کو بھی گریاں کر دیا
کلمہ گو تھے وہ مسلماں تھے غلط بالکل غلط ‏— کافروں نے دین کو دنیا پہ قرباں کر دیا
اس قدر دکھ اہلِ ایماں کو دیئے سب رو پڑے ‏— کفر نے ماتم کو بھی یوں جزوِ ایماں کر دیا

بڑھ گیا چرخِ بریں سے کربلا کا مرتبہ — خونِ شہ نے ذرّہ ذرّہ مہرِ تاباں کر دیا
شاد اب تک آلِ پیغمبر کا زندہ نام ہے — زندگی کا راز مرنے سے نمایاں کر دیا

۵۳۔ شوکتؔ۔ جناب شیخ شوکت علیؒ صاحب شوکتؔ تلمیذ جناب منشی موتی لال نگینہ اکبرآبادی

اس طرح اصغر کو شہ نے نذرِ یزداں کر دیا — رحل پر رکھ کر کے جیسے پیشِ قرآں کر دیا
ذرہ ذرہ کربلا کا ہمسرِ کعبہ بنا — شاہ نے سجدے میں جب سر نذرِ یزداں کر دیا
خاک میں تیری ملا کر گلشنِ زہراؑ کے پھول — کربلا قسمت پہ شہ نے تجھ کو نازاں کر دیا
روشنی سے جس کی روشن تھا مدینے کا چمن — ظالموں نے آج وہ گم ماہِ تاباں کر دیا
بن گئی کرب و بلا کی خاک بھی خاکِ شفا — شہ نے اپنے خون کو جب اس میں پنہاں کر دیا
ناز کر قسمت پہ شوکتؔ ہو گئی تیری نجات — تجھ کو حق نے آلِ احمد کا ثناخواں کر دیا

۵۴۔ جناب سید فیاض علیؒ صاحب باغویؔ اکبرآبادی

تیغ نے ابنِ علیؑ کی صاف میداں کر دیا — جس طرف رن میں جھکی محشر نمایاں کر دیا
آپ کے نورِ منور کی ضیا نے یاحسینؑ — کربلا کے ذرّہ ذرہ کو درخشاں کر دیا
اللہ اللہ کس قدر صابر تھا وہ سبطِ رسول — زیرِ خنجر آن شہ کی سر نذرِ یزداں کر دیا
جس قدر بھی روئے دنیا کم ہے اسکے واسطے — جس نے راہِ حق میں سب گھربار قرباں کر دیا
ہائے اے شمرِ لعین کمبخت تو نے کیا کیا — حیدرِ کرار کے گلشن کو ویراں کر دیا
راہِ حق میں مٹنے والے اے حسینؑ ابنِ علیؑ — واقعی تو نے ادا فرضِ مسلماں کر دیا
جب صبا لائی خبر گلشن میں شہ کے قتل کی — غم سے ہر اک گل نے اپنے چاک داماں کر دیا
امتِ عاصی کی بخشش کے لئے شبیرؑ نے — اصغرِ معصوم کو بھی حق پہ قرباں کر دیا
سینچ کر شبیرؑ نے اپنے لہو سے اے تبسمؔ — خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

۵۵۔ تبسمؔ۔ جناب ظہیرالدین صاحب اکبرآبادی

رباعی

ایمانِ حسینؑ جانِ ایمانِ حسینؑ — تقدیس کریں ملک وہ انسانِ حسینؑ
قرآن ہے سرمایۂ اسلام مگر — سمجھو تو ہیں سرمایۂ قرآن حسینؑ

سلام

سرفروشی کا بڑا جوہر نمایاں کر دیا — کربلا والوں نے ایمانوں کو ایماں کر دیا
کس خوشی سے مٹ گئے راہِ محبت میں حسینؑ — اعتبارِ عشق نے ہر غم کو آساں کر دیا
تھا علی اکبر کا جلوہ جلوۂ نورِ ازل — جس نے دیکھا اس کی نظروں کو درخشاں کر دیا
شاہ نے امت کی خاطر فکرِ اصغر بھی نہ کی — اس شگوفے کو بھی قربانِ گلستاں کر دیا
جنت و کوثر بھی پائے جلوۂ حق بھی ملا — الفتِ شبیرؑ نے ہر کام آساں کر دیا
شامِ عاشورہ شفق نے خون برسایا شمیم — صبحِ عاشورہ نے چاک اپنا گریباں کر دیا

۵۶۔ شائق جناب محمد سلیمان صاحب شائق اکبرآبادی تلمیذ حضرت مصطفےٰ اکبرآبادی

بچپنے طفلی میں جس کا عہد و پیماں کر دیا — شہ نے اس کو اپنے افسانہ کا عنواں کر دیا
حق پہ مٹ کے شہ نے یہ کارِ نمایاں کر دیا — دین کو دیں کر دیا ایماں کو ایماں کر دیا
خاکِ مقتل پہ جبیں اپنی جھکا کر شاہ نے — ذرہ ذرہ کربلا کا عرش ساماں کر دیا
پڑ گئی جب شاہ کی حر پر نگاہِ التفات — ذرۂ ناچیز تھا مہرِ درخشاں کر دیا
خون روتی ہے شفق اشکِ غمِ شبیرؑ میں — ابر کو بھی ماتمِ سرور نے گریاں کر دیا
سر بسر جو تھا دلیلِ آیۂ ذبحِ عظیم — آپ نے وہ کام اے شاہِ شہیداں کر دیا
جھیل کر خود مشکلیں مشکل‌کشا کی آل نے — امتِ عاصی کی ہر مشکل کو آساں کر دیا
حریت پابستۂ زنجیر کے قدموں میں تھی — ہر قدم عابدؑ نے آزادی کا اعلاں کر دیا
واہ شائقؔ داغہائے ماتمِ شبیرؑ نے — قلبِ ناکارہ کو ہم‌رنگِ گلستاں کر دیا

۵۷۔ شفیق جناب شفیق احمد صاحب اکبرآبادی

مجرئی شبیرؑ نے کارِ نمایاں کر دیا — سر دیا اور بخششِ امت کا ساماں کر دیا
اب بھی دنیا کی نظر میں ہیں شفق کی سرخیاں — یا فلک کو حاملِ خونِ شہیداں کر دیا
اللہ اللہ اک تمنائے خلیل اللہ نے — ابنِ حیدرؑ کو علمبردارِ ایماں کر دیا

کعبہ والوں نے جہادِ فی سبیل اللہ میں — کربلا کو مظہرِ انوارِ یزداں کر دیا
جان دے دے کر شہیدوں نے خدا کی راہ میں — سب سے اونچا پرچمِ دینِ مسلماں کر دیا
اور کیا ہوگی ہماری کامیابی کی دلیل — سرزمینِ ہند کو گنجِ شہیداں کر دیا
اختلافاتِ عقائد کی بنا پر ڈال کر — ہائے ہم نے اپنا شیرازہ پریشاں کر دیا
رحمۃ للعالمیں کی شان تو دیکھو شفیق — دامنِ شبیرؑ کو رحمت بداماں کر دیا

۵۸۔ شفیق۔ جناب منشی محمد رضا خاں صاحب آغائی ابوالعلائی اکبرآبادی کلرک وکیل آگرہ

حضرتِ شبیرؑ نے سر نذرِ جاناں کر دیا — امتِ عاصی کی بخشش کا یہ ساماں کر دیا
اللہ اللہ تیغِ عباسِ علی کا یہ کمال — جس طرف بھی چل گئی سب صاف میداں کر دیا
راہِ حق میں سر کٹا کر گھر لٹا کر شاہ نے — صبر کی دنیا میں اک کارِ نمایاں کر دیا
یا علی کہہ کر کیا حملہ علی اکبر نے جب — سینکڑوں بے سر گئے لاکھوں کو بیجاں کر دیا
کٹ چکا سر تو ندائے غیب آئی اے حسینؑ — تو نے پورا آج ازل کا عہد و پیماں کر دیا
جرأتِ عون و محمد دیکھ کر بولے لعین — صرف دو اطفال نے لشکر کو لرزاں کر دیا
سچ بتا اے شمرِ ظالم کیا ملا آخر تجھے — تو نے گلزارِ امامت کو جو ویراں کر دیا
بن گئی سامانِ بخشش سرخیِ اشک اے شفیق — عشقِ حضرت نے تجھے جنت بداماں کر دیا

۵۹۔ شوق۔ جناب منشی سید اشتیاق حسین صاحب جعفری تلمیذ حضرت نوح اکبرآبادی

حبِ حیدر کی عطا شہ کا ثنا خواں کر دیا — تیرے خالق نے مری بخشش کا ساماں کر دیا
حق تھا تیرے سامنے حق پر مٹا ڈالے حسینؑ — تیری ہی تقلید نے ہم کو مسلماں کر دیا
دین کا ڈنکا بجے گا تا قیامت دیکھنا — سر کٹا کر شہ نے وہ کارِ نمایاں کر دیا
حر ہوا حر باندھ لی جب شہ کی نصرت پر کمر — ابنِ حیدر نے عطا گلزارِ رضواں کر دیا
شکرِ خالق کا کیا جس دم ہوئے اصغرؑ شہید — صبر نے شبیرؑ کے دنیا کو حیراں کر دیا
شوق کو مداحیِ سرور کا بے حد شوق تھا — آج پورا حق نے اس کے دل کا ارماں کر دیا

۶۰۔ شادؔ۔ جناب سید علی جواد صاحب سری ملازم محکمہ زراعت

ہم نے ذکرِ شاہِ خوش خو لذتِ جاں کر دیا / وہ مزا پایا زباں نے دل کو حیراں کر دیا

واہ شہنشاہِ مجاہد واہ کیا کہنا ترا / تیر کھا کر حلق پر فوجوں کو گریاں کر دیا

سن کے کانٹوں کی زباں سے داستانِ کربلا / گل نے بھی گلشن میں اپنا چاک داماں کر دیا

کربلا آکر مدینہ سے حسینؑ ابنِ علیؑ / امتیازِ حق و باطل کو نمایاں کر دیا

ناز کرتا حشر قسمت پر زمینِ کربلا / شاہ نے تجھ کو بسا کر باغِ رضواں کر دیا

کر کے صدقے بھانجے، بھائی بھتیجے دیں پہ / امتِ مرحوم کی بخشش کا ساماں کر دیا

لاشۂ عباس پر رو کر سکینہ نے کہا / حقِ محبت کا ادا تم نے چچا جاں کر دیا

۶۱۔ شہیدؔ۔ جناب گیان پرکاش صاحب کلشریشٹھ شکوہ آبادی تلمیذ برقؔ صاحب بدایونی

اے حسینؑ ابنِ علیؑ کار نمایاں کر دیا / امتِ حیدر کے لئے بخشش کا ساماں کر دیا

اے حسینؑ ابنِ علیؑ ہم پر یہ احساں کر دیا / دائمی غم اپنا دے کر ہم کو انساں کر دیا

خون کے چھینٹوں سے اپنے سینچ کر تو نے حسینؑ / خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

جس کو تیرہ سو برس گذرے ہیں کل کی بات ہے / تو نے کس مرکز پہ ظالم چرخِ دوراں کر دیا

وہ علمدارِ شجاعت وہ علمدارِ حسینؑ / آگیا میداں میں جب صاف میداں کر دیا

وہ زمینِ کربلا سر پر وہ تپتا آفتاب / پا برہنہ ایک بیکس پا بجولاں کر دیا

تیغ کے سایہ میں وہ سجدے کئے تو نے شہا / ذرہ ذرہ کربلا کا سجدہ ساماں کر دیا

۶۲۔ شبرؔ۔ جناب ماسٹر سید غلام شبر صاحب قتیل لکھنوی کندرکھوی اسسٹنٹ ماسٹر شیعہ حمیدیہ ہائی اسکول

ہمتِ شبیرؑ نے کار نمایاں کر دیا / امتِ احمدؐ کی ہر مشکل کو آساں کر دیا

بعدِ مردن میرا ہر داغِ عزا لَو دے اٹھا / کنجِ تربت میں بھی سامانِ چراغاں کر دیا

وہ گھڑی دل نے تڑپ کر ماتمِ شبیرؑ میں / مستقل آرام کا جنت میں ساماں کر دیا

اس لئے کہتے ہیں تجھ کو سبھی ذبحِ عظیم / جان کو اولاد کو بھائی کو قرباں کر دیا

رشکِ گلشن ہو نہ سکتی تھی زمینِ کربلا   روضۂ شبیرؑ نے لیکن گلستاں کر دیا
لے لیا فطرت نے مظلومِ وفا کا انتقام   ظلم نے ظالم کو خود سر در گریباں کر دیا
آج تک قایم ہے دنیا میں وفا کی آبرو   کربلا والوں نے یہ کارِ نمایاں کر دیا
اللہ اللہ کیا بہادر تھے حسینی جاں نثار   مٹ کے خود باطل کی دنیا کو بھی ویراں کر دیا
مدحتِ آلِ عبا میں یہ ملا شبّر صلہ   خلد میں قسمت میں میرے باغِ رضواں کر دیا

۴۳۔ صبر۔ جناب محمد حامد صاحب اکبرآبادی تلمیذ حضرت مصطفیٰ اکبرآبادی مرحوم

شہ نے یوں اصغر کو زیرِ خاک پنہاں کر دیا   مجرئی لپٹے ہیں جیسے بندِ قرآں کر دیا
ہو گیا افسانۂ شبیرؑ رنگیں خون سے   حلق جب اصغر نے اپنا نذرِ پیکاں کر دیا
بن گیا تو چاند شامِ غم کا شاہِ دیں کیا   تیری قسمت نے تجھے اے حُرؑ درخشاں کر دیا
ہو سکے خود پامال تجھ میں گلشنِ زہراؑ کے پھول   کربلا قسمت پہ تیری تجھ کو نازاں کر دیا
چھاؤں میں تیغوں کی سوئے یوں شبِ ہجرت علیؑ   دشمنوں کو صورتِ آئینہ حیراں کر دیا

۴۴۔ صبا۔ جناب خواجہ محمد امیر صاحب صبا اکبرآبادی

زندگی کا مرگِ حق کو شہ نے عنواں کر دیا   جان دے دی مسلمانوں پہ احساں کر دیا
فرقِ ظلم و صبر کا آخر نمایاں کر دیا   دشمنوں کو دی دعائیں اور پشیماں کر دیا
باپ کو مشکل کشا کہتی ہے ساری کائنات   مشکلِ اسلام کو بیٹے نے آساں کر دیا
سیدوں کا قتل بھی آزار ساماں ہو گیا   خون کے قطروں نے دنیا میں چراغاں کر دیا
بے سہاروں کا سہارا ناامیدوں کی امید   ذاتِ شہ کو مرکزِ اربابِ ایماں کر دیا
اے ہوائے تیرِ قاتل کچھ تجھے معلوم ہے   تو نے ظالم گل چراغِ زیرِ داماں کر دیا
ایک ایک دل میں بنا ہے کربلا والوں کا گھر   ظلم سمجھا تھا کہ ان کو خانہ ویراں کر دیا
طفلِ اسلام میں سب نور ہے شبیرؑ کا   سر کٹا کر شمعِ ایماں کو فروزاں کر دیا
ہو گیا شبیرؑ کا سایہ صبا جس کو نصیب   چاک جس نے سوگ میں اپنا گریباں کر دیا

۶۵۔ ضامنؔ۔ جناب سید علی ضامن صاحب جعفری ہیڈ سری کلرک آل انڈیا ریڈیو دہلی

ظلمتِ باطل مٹا کر نورِ ایماں کر دیا ۔ یہ حسینؑ ابنِ علیؑ نے سب پہ احساں کر دیا
دے سکی جس کی نہ دنیا آج تک کوئی مثال ۔ آپ نے وہ شاہِ دیں کارِ نمایاں کر دیا
ذرے ذرے کو زمینِ کربلا کی آپ نے ۔ شاہِ دیں ہم رتبۂ مہرِ درخشاں کر دیا
ظلمتِ دنیا مٹائی اک نرالی شان سے ۔ سرخیٔ خونِ شہادت سے چراغاں کر دیا
پیاس کی شدت میں بھی چھوڑی نہ راہِ مستقیم ۔ آپ کے اس صبر نے دشمن کو حیراں کر دیا
صبر کے جوہر دکھائے آپ نے وہ دہر کو ۔ ضبط و استقلال کی دنیا کو حیراں کر دیا
ہو گئے اس واقعے کو گو کہ تیرہ سو برس ۔ اس نے لیکن آج بھی دنیا کو حیراں کر دیا
ظلم و استبداد کی خونی حقیقت کا بیاں ۔ ہم نے ضامنؔ جب کیا ہر اک کو گریاں کر دیا

۶۶۔ طپشؔ۔ جناب سید انتظار حسین صاحب رضوی دھولپوری

مرحبا کیا کام تو نے چشمِ گریاں کر دیا ۔ دفترِ عصیاں کو غرقِ موجِ طوفاں کر دیا
نغمۂ خونی سنا جس نے عزا کے ساز پر ۔ وقفِ مضرابِ الم تارِ رگِ جاں کر دیا
آفتابِ حشر آئے اور شعلے آتش سے آگے ۔ دل نے بھی داغِ غمِ شبیر عریاں کر دیا
اپنے مہ پارے سلا کر شہ نے زیرِ خاک بھی ۔ کفر کی تاریکیوں میں حق نمایاں کر دیا
سسکیاں بھرنے لگی انسانیت کیا دیکھ کر ۔ کس نے آغوشِ پدر میں کس کو بے جاں کر دیا
کیا ہوئی اے شمر دو دن کی حکومت کیا ہوئی ۔ پارہ پارہ جس کی خاطر تو نے قرآں کر دیا
تھرتھرا کر رہ گئیں آہیں لبِ فریاد پر ۔ شمر نے بیمار کو جب پابہ جولاں کر دیا
طپشؔ پھر خونی فسانہ کربلا کا چھیڑ کر ۔ تو نے پھر زخمِ جگر صرفِ نمکداں کر دیا

۶۷۔ ظفرؔ۔ جناب سید ابوظفر صاحب جعفری اکبرآبادی

راہِ حق میں سر دیا کنبہ کو قرباں کر دیا ۔ اس طرح سے شاہ نے ایماں کو ایماں کر دیا
پھیری اس انداز سے اصغر نے ہونٹوں پر زباں ۔ سنگ دل سے سنگ دل کو بھی گریاں کر دیا
خاکِ مقتل میں لہو اپنا ملا کر شاہ نے ۔ کربلا کے ذرہ ذرہ کو درخشاں کر دیا

سجدۂ آخر ادا کر کے تہِ خنجر حسینؑ — تو نے وحدت اور حقیقت کو نمایاں کر دیا
اس کے غم میں کیوں نہ برسیں اشک آنکھوں سے ظفر — جس نے راہِ حق میں اپنے سر کو قرباں کر دیا

۹۵۔ عالیؔ۔ جناب ماسٹر سید محمد رضی صاحب بی۔ اے علیگ اکبرآبادی

اے حسینؑ ابنِ علیؑ کارِ نمایاں کردۂ — در حقیقت بر رسمِ اسلام احساں کردۂ
اے کہ زیرِ خنجرِ قاتل ادا کردی نماز — مرحبا صد مرحبا تکمیلِ عرفاں کردۂ
چوں بہ ظلم اعدائے دیں کردند سر از تن جدا — بر سرِ نیزہ تو وردِ آیاتِ قرآں کردۂ
راہِ حق را طے نمودی با سرِ حق آشنا — بر گنہگارانِ امت مشکل آساں کردۂ
امتِ احمدؐ چوں شد گمراہ در دورِ یزید — از سرِ نو باز امت را مسلماں کردۂ
حُرِ نیک انجام چوں آمد بہ عذرے از گناہ — از نگاہِ لطف مورے را سلیماں کردۂ
منتخب کردی برائے مشہدِ آلِ رسولؐ — خارزارِ کربلا را باغِ رضواں کردۂ
سر بداد ای و نداد ی دست در دستِ یزید — حدِ فاصل قائم اندر کفر و ایماں کردۂ
تا ابد از عالیؔ بر تو بادا درود افزوں سلام — پرتوِ ہمہ عالم ز بس از نورِ ایماں کردۂ

۹۶۔ عنادلیبؔ۔ جناب ماسٹر سید علی حسین صاحب جعفری اکبرآبادی تلمیذ حضرت مصطفےٰ اکبرآبادی

مار کر برچھی علی اکبر کو بیجاں کر دیا — ظالموں نے تربتِ احمدؐ کو لرزاں کر دیا
ہمتِ معصوم نے عالم کو حیراں کر دیا — مسکرا کر حلقِ نازک نذرِ پیکاں کر دیا
تیری ہمت کے تصدق تیری جرأت کے نثار — تو نے سب کچھ ابنِ زہراؑ حق پہ قرباں کر دیا
سر کٹے سجدہ زیرِ خنجرِ سید ابرار نے — کربلا میں حرمتِ حق کو درخشاں کر دیا
ہو گیا شیرِ خدا کے چاند سے روشن جہاں — ذرہ ذرہ کربلا کا ماہِ تاباں کر دیا
آ گئی جب گرداب میں کشتیِ دینِ مصطفےٰ — سرورِ عالم نے خود کو نذرِ طوفاں کر دیا
بکھرے اس انداز سے گلہائے زہراؑ دشت میں — خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا
کانپ اٹھی دنیا لرز اٹھے زمین و آسماں — سیدِ سجادؑ کو جب پائمال کر دیا

کوفیوں نے کی یہ بدعت کربلا میں عندلیبؔ
مصحفِ ناطق کے پاروں کو پریشاں کر دیا

۷۰۔ عاجزؔ۔ جناب سید ابوالحسن صاحب اکبرآبادی تلمیذ حضرت مصطفےٰ اکبرآبادی مرحوم

یک بیک تغیرِ دو عالم کو لرزاں کر دیا
شامِ عاشورہ نے اک محشر نمایاں کر دیا

کر دیا اسلام و ایماں کو فروزاں کر دیا
شمعِ دیں نے بجھ کے عالم میں چراغاں کر دیا

چھا گئے ایمان بن کر کفر پر سبطِ نبی
مصلحت سے اپنی باطل کو پشیماں کر دیا

پھونک دی شبیرؑ نے اسلام میں اک تازہ روح
خون سے اپنے تجلی روئے ایماں کر دیا

تو رہا ثابت قدم راہِ رضا میں اے حسینؑ
یعنی جو کچھ مانگا حق نے تو نے قرباں کر دیا

شبنم و ابر و شفق کو اور شمعِ بزم کو
سبطِ پیغمبرؐ کی مظلومی نے گریاں کر دیا

دل کے آئینے کو اپنے عاجزؔ غمِ شبیرؑ نے
ہمسرِ آئینہ ایماں درخشاں کر دیا

۷۱۔ عیاںؔ۔ جناب منشی نصیر محمد صاحب تلمیذ جناب حاجی زار اکبرآبادی

ہو سلام اس پر کہ جس نے حق نمایاں کر دیا
مشکلِ اسلام کو سر دے کے آساں کر دیا

مجرائی یوں شہ نے پورا عہد و پیماں کر دیا
گھر کا گھر راہِ خدا میں اپنا قرباں کر دیا

جب تنِ شبیرؑ کو اعدا نے بے جاں کر دیا
حق نے تاریکی کا پیدا ایک طوفاں کر دیا

جان دے کر کر دئے منسوخ احکامِ شقی
رائجِ اہلِ جہاں قانونِ قرآں کر دیا

جز شہِ دیں اور بھی پایا کسی نے ایسا دل
راہِ خالق میں فدا اصغر سا ناداں کر دیا

قدردانیِ حق سے بہتر کوئی کر سکتا نہیں
وصفِ اہلِ بیت میں جب ختم قرآں کر دیا

مدفنِ اکبر پہ کہتی تھی یہ بانوئے حزیں
کس نے پوشیدہ زمیں میں ماہِ تاباں کر دیا

حق تو یہ تھا بات کچھ سنتے شہِ مظلوم کی
کیوں لعینوں نے سبب خونِ شہیداں کر دیا

الفتِ سبطِ پیمبرؐ کا تصدق ہے عیاںؔ
عاقبت تیری سنبھالی تجھ کو انساں کر دیا

۷۲۔ عاصیؔ۔ جناب مولوی سید جعفر رضا صاحب بہرسری

قطعہ

عزم بالجزم سفر اے شہِ ذیشاں کردی
طے منازل ہمہ با چہرۂ خنداں کردی

بودہ آں کرب و بلا قبل تو دشتِ پُر خار
زاید خویش ورا انجا گل و ریحاں کردی

سلام

جب کہ شہ نے پورا اپنا عہد و پیماں کر دیا
حشر کے دن بخششِ امت کا ساماں کر دیا

ہو چلا تھا گل چراغ اسلام کا پر شاہ نے
سر کٹا کر شمعِ وحدت کو فروزاں کر دیا

سینچ کر اپنے لہو سے حضرت شبیرؑ نے
خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

اس سے بڑھ کر اور کیا قربانی ہو گی دوسری
لا کے ششماہہ کو بھی امت پہ قرباں کر دیا

نورِ عینِ مصطفیٰ سردارِ شبانِ جناں
قتل اس ذی مرتبت کو مثلِ حیواں کر دیا

مغفرت عاصی کی ہو یہ کیجئے مولا دعا
نفسِ امارہ نے غرقِ بحرِ عصیاں کر دیا

۷۳۔ عزمؔ۔ جناب محمد یوسف خاں صاحب اکبرآبادی

ذرہ ذرہ اس کا فطرت نے درخشاں کر دیا
وہ زمیں جس میں عرب کا چاند پنہاں کر دیا

یوں چلا کوفے کی جانب قافلہ مظلوم کا
بے سروسامانیوں نے ساز و ساماں کر دیا

ذہنِ عالم میں ابھی محفوظ ہیں زینب کے لعل
ان ستاروں نے فضاؤں کو درخشاں کر دیا

کربلا میں سبطِ پیغمبر کے سر کو کاٹ کر
ظالموں شیرازۂ ملت پریشاں کر دیا

کاٹ دی آزادیٔ انساں کی زنجیرِ گراں
سبطِ پیغمبر نے دنیا پر یہ احساں کر دیا

اے دنیا والو ذرا اس کا کلیجہ دیکھنا
جس نے اپنے لختِ دل کو نذرِ پیکاں کر دیا

ہائے اس مظلوم کا لاشہ ہو بے گور و کفن
جس کے گھر والوں نے محتاجوں کو سلطاں کر دیا

جس کے جسمِ زار پر زنجیرِ ہستی تھی گراں
ظالموں نے اور اس کو پا بجولاں کر دیا

رائیگاں جاتا ہے کیا اہلِ محبت کا لہو
عزمؔ ہم خاکِ کربلا کو گل بداماں کر دیا

۷۴۔ عزیزؔ۔ جناب عزیز الدین صاحب تلمیذ جناب شمسؔ صفا اکبرآبادی

مجرئی شبیرؑ نے بخشش کا ساماں کر دیا
سر کٹا کے امتِ عاصی پہ احساں کر دیا

قوتِ شبیرؑ اور پھر ذوالفقارِ حیدری
جنگ میں سب لشکرِ اعدا کو حیراں کر دیا

مشک بھر کے نہر سے عباسِ غازی چل دیئے
شیرِ حق کے شیر نے لشکر کو حیراں کر دیا

راہِ حق میں اپنا سارا گھر لٹا بیٹھے حسینؑ
مال کو بھی جان کو بھی نذرِ یزداں کر دیا

یہ ترا ہی کام تھا اے جاں نثارِ حق پرست
تیغ کے سایہ میں پورا عہد و پیماں کر دیا

وقتِ مشکل یا علیؑ مشکل کشا جس نے کہا
اے عزیزؔ اُس کی ہر اک مشکل کو آساں کر دیا

۷۵۔ عصمتؔ جناب محمد عصمت اللہ خاں صاحب اکبرآبادی۔ کلرک پوسٹ آفس دھولپور

یوں تجھے تیری شہادت نے نمایاں کر دیا
شمع کو گل گیر نے جیسے فروزاں کر دیا

کربلا میں شہ نے وہ کارِ نمایاں کر دیا
موت کی حیرانیوں کو دن میں حیراں کر دیا

دنیا میں بھی نہیں ہے اس تصدق کی مثال
جو نہ کوئی کر سکا وہ شہ نے قرباں کر دیا

زندگی پر موت کو ترجیح مشکل کام تھا
جو بہت دشوار تھا وہ شہ نے آساں کر دیا

اے زمینِ کربلا جنت بھی تجھ پہ ہو نثار
کچھ خبر ہے کس نے تجھ پر کس کو قرباں کر دیا

مصحفِ ناطق کہا جس کو رسول اللہ نے
شامیوں نے پارہ پارہ وہ ہی قرآں کر دیا

آپ کے غم نے حیاتِ جاودانی بخش دی
گریۂ عصمتؔ کو رشکِ آبِ حیواں کر دیا

۷۶۔ عادلؔ جناب سید عادل حسین صاحب اکبرآبادی متعلم درجۂ ششم گورنمنٹ موڈل اسکول آگرہ

راہِ حق میں کٹ گئے جو کہ لبِ نہرِ فرات
حق نے اُن کو آبِ کوثر کا نگہباں کر دیا

بے وطن تھے ظالموں کی قید میں کیا انتظام
خاک کے ذروں کو میت کا نگہباں کر دیا

باپ کے ہاتھوں پہ اصغر کو سکوں سے آئی نیند
یا کسی ظالم نے اک معصوم بیجاں کر دیا

حضرتِ شبیرؑ نیزے پر ملی معراجِ عشق
سر کٹا کر آپ نے اسلام تاباں کر دیا

بھوکے پیاسے کربلا میں ہو گئے جا کر شہید
امتِ عاصی کی یوں بخشش کا ساماں کر دیا

اک ذرا سی قبر اور اصغر کی میت بے کفن
چاند سے ٹکڑے کو یوں مٹی میں پنہاں کر دیا

ہو گئی عادلؔ اسی پہ آتشِ دوزخ حرام
سامنے داور کے جب اقرارِ عصیاں کر دیا

۷۷۔ فہیمؔ۔ جناب سید ساجد رضا صاحب ایم اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ اکبرآبادی

اے حسینؑ ابنِ علیؑ عالم پہ احساں کر دیا
درسِ خودداری دیا انساں کو انساں کر دیا

سیم و زر کے بت ہوں یا سرمایہ داری کے صنم — تو نے الا اللہ کہہ کر سب کو بیجان کر دیا
تھی یزیدی دور میں اسلامیت کسرائیت — جان دے کر تو نے پھر اسلام ایمان کر دیا
ساتھیوں کو تو نے دی ترکِ رفاقت کی صلاح — تیری اس تحریک نے دشمن کو حیران کر دیا
تشنہ لب اور جاں بلب دشمن کے لشکر کو دیا — تو نے پانی۔ یہ عدیم المثل احسان کر دیا
رکھ لیا شوذب کا سر گودی میں عابس کی طرح — مالک و مملوک سے برتاؤ یکسان کر دیا
کر دیا اسلام نے قوموں کی تفریقوں کو دور — اہلبیتِ خاص میں فارس کا سلمان کر دیا
یہ دفاعی جنگ تھی یا انتقامی جنگ تھی — فیصلہ قتلِ علی اصغر نے آسان کر دیا
روح تھی آزاد اور آزاد عابد کا خیال — کیا ہوا گر جسم کو محبوسِ زندان کر دیا

۷۸۔ فرید۔ جناب مرزا آغا فرید صاحب شاہی خطیب عیدگاہ شاہی اکبرآبادی

عہد ایفائے بنا دی شہ نے قرآن کر دیا — دونوں عالم پہ نمایاں کفر و ایمان کر دیا
ذوقِ استغراق قال اللہ شہ نے عاصیو — ساحرہ پہ حشر میں سایہ بداماں کر دیا
قلب فوجِ شام سے از میمنہ تا میسرہ — سیفِ غازی نے چمک کر خوں بداماں کر دیا
آلِ اطہر نے ہجومِ اشقیا میں تشنہ لب — کربلا میں انکشافِ رازِ قرآن کر دیا
جو حمائلِ صحیفۂ ناطق رہا آغوشِ شہ — نذر یہ ہاں وہ بھی اک چھوٹا سا قرآن کر دیا
آخری سجدہ میں شہ نے اندرونِ محرابِ تیغ — سجدۂ قال اللہ ہو سر نذرِ یزدان کر دیا
ذوقِ الفت آلِ اطہر کن نگاہوں نے اے فرید — دستِ امید طلب حاجت بداماں کر دیا

۷۹۔ فاطمہ زہرا۔ دختر جناب سید غلام علی صاحب حسن سکریٹری آل انڈیا مسالمہ (بزم ادب) شاہ گنج آگرہ

چاک جس نے ماتمِ شہ میں گریبان کر دیا — مہرِ بخشش کا اس نے اپنا سامان کر دیا
حرملہ اے سنگ دل امداد کیا تیرے نہ تھی — باپ کے ہاتھوں پہ شہزادہ کو بیجان کر دیا
اشکِ غم نے نامۂ اعمال میرا دھو دیا — وردِ عصیاں کا مرے یہ خوب درماں کر دیا
تیر نے ظالم ترے اک جانِ اصغر ہی نہ لی — پنجتن کا قلب اے سفاک بریاں کر دیا

کر دیا گھائل سناں سے اکبرِ کڑیل جواں
ہائے ظالم ماں کا تو نے خونِ ارماں کر دیا

کیا یہی اجرِ رسالت تھا جو امت نے دیا
خاندانِ احمدؐ کا زیرِ تیغ بُرّاں کر دیا

زائرہ ہوں کربلا کی فاطمہ زہرا ہے نام
مجھ پہ بچپن ہی میں یہ خالق نے احساں کر دیا

۸۰ - قابلؔ - جناب مقبول حسینؒ صاحب چشتی مخدومی اکبرآبادی

گھر شہِ لولاک کا کیا تم نے ویراں کر دیا
اے لعینو اپنی بربادی کا ساماں کر دیا

چند قطرے آنسوؤں کے چند نغماتِ الم
دل کی تسکیں کے لئے قدرت نے ساماں کر دیا

حلقِ شاہِ دیں پہ خنجر پھیر کر شمرِ لعیں
خود بخود اپنے لئے دوزخ کا ساماں کر دیا

رشک کے قابل تری قسمت ہے اے حُرِ جری
تیرے مولا نے تجھے مقبولِ یزداں کر دیا

کس قدر غمناک تھا یہ ماجرائے کربلا
جس کے غم نے ساری دنیا کو پریشاں کر دیا

اس کو کہتے ہیں صداقت ہے یہ تصدیقِ عمل
اپنا سر دے کر شہیدوں نے نمایاں کر دیا

وقف ہے جانِ حزیں قابلؔ غمِ حسنینؑ میں
میں نے اپنی زندگانی کا یہ عنواں کر دیا

۸۱ - قدسیہ - محترمہ سیدہ قدسیہ بیگم صاحبہ بنت ماسٹر سید طالب حسینؒ صاحب جعفری المرحوم

دیکھئے اسلام پر کس نے یہ احساں کر دیا
کس نے بخشش کا گنہگاروں کی ساماں کر دیا

کون ہے وہ کشتۂ غم کس کی ہے یہ یادگار
کس نے اپنا سارا گھر امت پہ قرباں کر دیا

سیدِ مظلوم ہے وہ بیکس و تنہا حسینؑ
جس نے وعدہ پر سر اپنا نذرِ سبحاں کر دیا

تین دن کی پیاس میں کٹوا دیا سر اے حسینؑ
امتِ جد کی مگر بخشش کا ساماں کر دیا

تین دن کی بھوک میں اور پیاس میں صابر رہے
آپ کی ہمت نے کل عالم کو حیراں کر دیا

راہِ جنت سخت تھی لیکن ہمارے واسطے
منزلِ دشوار کو یا شاہ آساں کر دیا

راہِ حق میں جان دے کر تم نے اے ابنِ علیؑ
کس قدر پکا مسلمانوں کا ایماں کر دیا

بعدِ سبطِ مصطفیٰ خیموں میں در آئے لعین
چھین کر چادر سرِ زینب کو عریاں کر دیا

قدسیہ کی مشکلیں آساں کرو اے حسینؑ
گردشِ افلاک نے بیجا پریشاں کر دیا

۸۲۔ قمر جناب سید قمر حسن صاحب بریلوی ثم اکبر آبادی تلمیذ حضرت شوخ اکبرآبادی

شاہِ دین نے اہلِ دنیا پر یہ احسان کر دیا — جان دے کر اتقیا از کفر دا ایماں کر دیا
اے محافظ دینِ حق کے رہبرِ کامل حسینؑ — کفر کی ظلمت میں روشن نورِ ایماں کر دیا
زندگی کے آخری سجدہ میں پنہاں تھا یہ راز — جاوداں اسلام کو شاہِ شہیداں کر دیا
راہِ حق میں شہ نے سارے گھر کی قربانی کے بعد — حد ہے ششماہہ علی اصغر کو قرباں کر دیا
ایسی قربانی ازل سے تا ابد ممکن نہیں — تیری قربانی نے مولیٰ سب کو حیراں کر دیا
بخشش امت کی خاطر اصغرِ معصوم نے — اپنے ننھے سے گلے کو وقفِ پیکاں کر دیا
خاکِ پاکِ کربلا ہے آج تک شاہد قمر — شہ کی مظلومی نے ہر ذرہ کو گریاں کر دیا

۸۳۔ قنبر جناب سید شوکت علی العابدی صاحب بریلوی ہیڈ مولوی ہائی اسکول ٹونڈلہ

رباعیات تاریخی

بنام یادگارِ حسینی

اے حسینؑ ابن علیؑ شاہِ عالی حوصلہ — شیرِ انگشتِ نبی افسردہ دینی حوصلہ
آنچناں کردی کہ لازم شد بجا قائم کنیم — یادگارِ سیزدہ صد سالہ ذی حوصلہ
۱۳۶۱

از برائے بانیِ یادگار مدظلہ

حامیِ "یادگارِ حاضرہ ب" — زینت و زیبِ بزم بزمِ ادب
ذکرِ خیرش بخیر قنبر گفت — کہ غلامِ علیؑ پاک لقب
۱۳۶۱ھ

برائے تشکر زحمت فرمائی جناب صدر جلسہ مدظلہ

بر ارضِ آگرہ چوں گشتہ ورودِ سامی — از زحمت قدومش شد قدر ما گرامی
گشتہ زعینِ الفت عزت فزائے محفل — قنبر بزرگِ ایماں یعنی حسن نظامی

۵۸۱ + ۱۳۶۱ھ = ۱۹۴۲ء

فی الثنا

پھر دین پیمبر کو جگایا تو نے — باطل کا ہر اک نقش مٹایا تو نے
اے راہبرِ جادۂ تسلیم و رضا — اسلام کو اسلام بنایا تو نے

دیگر

کیوں ہوئے نہ جان و دل فدائے اسلام — تیرا اسلام تو ہے برائے اسلام
غرقابِ شہادت جو ہوا بھی تو بنا — ہادیٔ شریعت و خدائے اسلام

سلام

شہ نے حق پر جان و دل دونوں کو قربان کر دیا — دین تو دیں دنیا کو بھی مرہونِ احساں کر دیا
شہ نے گو کشتی کو اپنی وقفِ طوفاں کر دیا — لیکن امت کی ہر اک مشکل کو آساں کر دیا
ایک منزل پر نبی نے لا کے سب خرد و بزرگ — اب حمائل کو بھی ہم آہنگِ قرآں کر دیا
اٹھ گیا اب اٹھ گیا بادِ مخالف کا خطر — دیں کو سرور نے چراغِ زیرِ داماں کر دیا
اب صفوفِ انبیا میں سرخرو ہونگے نبیؐ — اس شہادت نے عجب کارِ نمایاں کر دیا
قطرہ قطرہ اشک کا ہے مرہمِ زخمِ جگر — اندمالِ زخمِ شہ کا حق نے ساماں کر دیا
اے غمِ شہ ہو گئی اب اشک شوئی ہو گئی — اشک کے قطروں کو زخمِ شہ کا درماں کر دیا
وہ نبوت اور امامت کی ہے کھیلا گود میں — اک کلی کو دو ہواؤں نے گلستاں کر دیا
کیوں نہ قیصرؔ ناز ہو قسمت پہ قسمت نے مجھے — سوگوارِ حضرتِ شاہِ شہیداں کر دیا

۴۸۔ کریمؔ جناب عبدالکریم صاحب اکبرآبادی روئی کی منڈی شاہ گنج آگرہ

بجری کیا کام اسے شاہِ شہیداں کر دیا — پھر جہاں والوں پہ روشن نامِ یزداں کر دیا
اے حسینؑ ابنِ علیؑ اس آپ کے اقدام نے — پہلوئے ملت کو پھر جنت بداماں کر دیا
گو مٹا دی اپنی ہستی گو مٹایا اپنا گھر — سرورِ دیں نے مگر ایماں کو ایماں کر دیا
کربلا میں کعبہ والوں نے دکانیں کھول کر — جنسِ تسلیم و رضائے حق کو ارزاں کر دیا

ختم کر کے شہ نے مقتل میں کتابِ زیست کو
زندگی کا ہر ورق تفسیرِ قرآں کر دیا

بن گئے کوئی سراسر دشمنِ آلِ عبا
زہد و تقویٰ ہی اپنا غرقِ بحرِ عصیاں کر دیا

حضرتِ عباس کی شمشیر تھی یا برق تھی
ایک ہی حملہ میں جس نے صاف میداں کر دیا

ہو چلا تھا جو کہ سجدہ ریز پائے کفر پر
تم نے اونچا وہ سرِ دینِ مسلماں کر دیا

کیوں نہ روئے دل ہمارا اُسکے غم میں اے کریم
جس نے سر دے کر علاجِ داغِ عصیاں کر دیا

۵۸ - گوہرؔ - جناب سید علی امام صاحب رضوی اکبرآبادی

کام وہ اے مصطفیٰؐ کے ماہِ تاباں کر دیا
چہرۂ اسلام کو جس نے درخشاں کر دیا

ہر طرح کے شاہ خود جور و ستم سہتے رہے
مشکلوں نے مشکلوں کو خود ہی آساں کر دیا

جو کہ تھے مسند نشیں اور جن کے دربان تھے ملک
اُن کے باندھیں ریسماں پابندِ زنداں کر دیا

دے کے قربانی بہتّر کی شہِ دلگیر نے
کفر کی شیرازہ بندی کو پریشاں کر دیا

نوعِ انساں کی ترقی کے لئے شبیر نے
جان دی۔ اولاد دی انساں کو انساں کر دیا

کربلا تجھ میں خزانہ ہے شہیدوں کا نہاں
تجھ کو خالق نے عطا گنجِ شہیداں کر دیا

اے یزیدِ روسیہ ہنستی ہے تجھ پر کائنات
حرّیت کے پاسباں کو پا بجولاں کر دیا

شاہ کی قربانیاں یہ رنگ لائیں اے گہرؔ
خوں شفق میں بھر دیا پتھر کو مرجاں کر دیا

۵۹ - لطیفؔ - جناب لطیف احمد صاحب بھرتپوری تلمیذ سید ابرار حسین صاحب نیاز مرحوم

معنیٔ اسلام کو شہ نے نمایاں کر دیا
گردنِ اسلام پر سر دے کے احساں کر دیا

صبر و ایثارِ نبوت کو فروزاں کر دیا
انبیا کو اے امامت تو نے نازاں کر دیا

پاک دامن ہو گیا اشکِ غمِ شبیر سے
چشمِ گریاں نے تجھے جنت بداماں کر دیا

وقفِ سجدہ کر دیا سر منتخب سجدہ کو تھا
انتخابِ ایزدی کو شہ نے نازاں کر دیا

ہو کے نیزہ پر سرِ سبطِ نبی نے سر بلند
ہر صحیفہ سے بلند اقبالِ قرآں کر دیا

شامیوں میں قتلِ شہ کی دیکھ کر تیاریاں
صبحِ عاشورہ نے اپنا چاک داماں کر دیا

توڑ دی تیغوں کے سایہ میں بھی زنجیرِ حیات — حریت کی شان کو حر نے نمایاں کر دیا
ہر قدم پہ نقش پا کو چومتی تھی حریت — عابدِ بیمار کو جب پا بجولاں کر دیا
کر دیا شہ نے لطیف آئینۂ وحدت نما — کربلا کے ذرہ ذرہ کو درخشاں کر دیا

۸۷ بسمت — جناب منشی علاؤالدین صاحب انصاری اکبرآبادی تلمیذ حضرت جلیل مدظلہ

خوں بہا کر خاک کا دنیا کو خواہاں کر دیا — کربلا پر کس قدر پیاسوں نے احساں کر دیا
اور بھی پھر جگمگا اٹھی فضائے کائنات — خاک میں جب شہ نے اپنا چاند پنہاں کر دیا
چند قطراتِ لہو کی دیکھئے رنگینیاں — خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا
خاک مشہد حاصلِ ارمانِ دنیا بن گئی — جن پہ قرباں تھا زمانہ انکو قرباں کر دیا
اہلِ قرآں کو سپردِ خاک کر کے شاہ نے — کربلا کو واقفِ اسرارِ قرآں کر دیا
کربلا کی خاک پہ گلکاریاں دیکھے کوئی — سینچ کر خونِ رگِ جاں سے گلستاں کر دیا
کربلا میں ہو گئی تکمیل رودادِ وفا — بسمت شہ نے نذر جب خونِ رگ جاں کر دیا

۸۸ مجاور — جناب سید مجاور حسین صاحب رضوی منشی فاضل گورنمنٹ حسین آبادی اسکول لکھنؤ

حق کو حق تو نے کیا باطل کو بیجاں کر دیا — حق کا جو حق تھا سہا تو نے نمایاں کر دیا
اے حسین ابنِ علی تیری شہادت کے نثار — یوں کٹایا سر کہ دینِ حق پہ احساں کر دیا
ہادیانِ دینِ حق کی کوششیں مٹنے کو تھیں — صرف کوشش نے تری ایماں کو ایماں کر دیا
دینِ حق کی لاج رکھ لی گھر لٹا یا دریغ — حق تو یہ ہے حق کو بھی ممنونِ احساں کر دیا
اے امامِ ہر دو عالم اے ولیٔ دو جہاں — تیری ہمت نے ہر اک مشکل کو آساں کر دیا
کارنامے دیکھ کر قدرت کو خود ہے تجھ پہ ناز — اے زہے صنعت کہ خود صانع کو نازاں کر دیا
آپ کے صدقہ میں ہے ہم کو قیامت کی خوشی — عاصیوں کی مغفرت کا ساز و ساماں کر دیا
اک شہادت میں تری مضمر ہے کل تعلیم دیں — تو نے جنگ کربلا کو درسِ قرآں کر دیا
یہ ترے در کا مجاور ہو فدا تجھ پہ حسین — تو نے اس ذرہ کو اپنے مہرِ تاباں کر دیا

۸۹۔ مجاہدؔ۔ جناب سید علی عارف صاحب رضوی متعلم درجہ ہشتم گورنمنٹ ہائی اسکول آگرہ

حضرتِ شبیرؑ نے کارِ نمایاں کر دیا — امتِ جد کے لئے بخشش کا ساماں کر دیا
جب گئے قاسمؑ وغا کے واسطے میدان میں — آن کی صورت نے ستمگر کو پریشاں کر دیا
جب وغا عباسؑ کی دیکھی عدو کہنے لگے — نقشۂ جنگِ علیؑ اس نے نمایاں کر دیا
شاہ نے بھائی بھتیجے بھانجے دے کر کبھی — امتِ جد پر علی اکبرؑ کو قرباں کر دیا
پہلے ننھی سی بنائی اک لحد پھر شاہ نے — خاک میں لاشِ علی اصغرؑ کو پنہاں کر دیا
حضرتِ شبیرؑ نے ایسا سبق ہم کو دیا — جس سبق نے دنیوی حیواں کو انساں کر دیا
اے مجاہدؔ شاہ نے اپنا ملا کر خونِ دل — خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

۹۰۔ مقبولؔ۔ جناب مرزا مقبول احمد صاحب نبیرہ مرزا آغا فرید شاہی خطیب عیدگاہ آگرہ

شہ نے تیغِ کفر پر سر نذرِ ایماں کر دیا — امتحاں از خم میں پیشِ تیغِ برّاں کر دیا
بیکسوں پر یہ نبی زادے نے احساں کر دیا — بچے کا پیارا سا سارے گھر والوں کو قرباں کر دیا
امتِ عاصی کی خاطر کیا برادر کیا پسر — حضرتِ شبیرؑ نے ان سب کو قرباں کر دیا
مظہرِ قرآں شہ نے منزلِ تسلیم میں — سر جو سجدہ میں رکھا وہ نذرِ یزداں کر دیا
جب کہ میدانِ وغا میں پہونچے ہمشکلِ رسول — نعرۂ تکبیر کہہ کر سب کو حیراں کر دیا
حالتِ شبیرؑ خاکِ کربلا پر دیکھ کر — روحِ پاکِ سیدہ نے سر کو عریاں کر دیا
یا الٰہا میں مقبول فرما خدمتیں — در پہ شہ کے تو نے جو چھوٹا سا درباں کر دیا

۹۱۔ منظرؔ۔ جناب سید علی مہدی صاحب اکبرآبادی

رباعی

دنیا میں مرتبہ نہیں کچھ کم حسینؑ کا — ہر اک بشر کو چاہیئے ماتم حسینؑ کا
تیرہ سو سال بعد کی یہ یادگار ہے — سب مل کے آؤ آج کریں غم حسینؑ کا

سلام

کربلا میں بخشش امت کا ساماں کر دیا ہر بڑے چھوٹے کو شہ نے نذر یزداں کر دیا
رک سے اب مشک بھرتا ہے یہ سقائے حرم حضرتِ عباس نے لشکر میں اعلاں کر دیا
کی گئی شبیرؑ کی مہماں نوازی اس طرح سامنے خنجر کبھی تلوار و پیکاں کر دیا
ہوشیار اب جنگ کو آیا علمدارِ حسینؑ شامیوں نے اپنے لشکر میں یہ اعلاں کر دیا
خون سے منظر علیؑ کے لاڈلے نے سینچ کر خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

۹۲۔ مضطر۔ جناب رام بابو سکسینہ صاحب فرخ آبادی مقیم حال شکوہ آباد ضلع مین پوری

کس قدر شوقِ شہادت کو فراواں کر دیا اکبر و اصغر کو مضطر حق پہ قرباں کر دیا
اے حسین ابن علی دنیا کو حیراں کر دیا گھر کا گھر کنبہ کا کنبہ نذرِ جاناں کر دیا
ہر قدم پہ اک نیا جلوہ نمایاں کر دیا ذرہ ذرہ کربلا کا مہرِ تاباں کر دیا
اے شہیدِ کربلا تو زندۂ جاوید ہے زندگی کو موت سے تو نے پشیماں کر دیا
حاصلِ سجدہ ہیں تیری خاک کے ذرے حسینؑ تیرے سجدوں نے حقیقت کو نمایاں کر دیا
اس تری تصویر اور تیرے تصور کے نثار آنکھ سے کونین کا کونین پنہاں کر دیا
واقعات کربلا نے مجھ کو مضطر کیا کیا زندگی کا واقعہ خواب پریشاں کر دیا

۹۳۔ مضطر۔ جناب ماسٹر سید ابو حامد صاحب اکبر آبادی تلمیذ مداح اہلبیت حضرت مصطفیٰ مرحوم

رباعی

اے واقف الاسرار ترا کیا کہنا اے حق کے طلبگار ترا کیا کہنا
گو تن سے جدا ہو گیا سر مقتل میں پھر بھی رہا سردار ترا کیا کہنا
اپنا سر شبیرؑ نے جب نذرِ ایماں کر دیا فرطِ غم سے چاک ہر گل نے گریباں کر دیا
ظالموں نے ذبح پیاسا دیں کا سلطاں کر دیا منتشر شیرازۂ اوراقِ قرآں کر دیا
ناز ہے ملت کو تیری سر فروشی پر حسینؑ تو نے سر دے کے عجب کارِ نمایاں کر دیا

جادۂ صبر و رضا میں گامزن ہو کر حسینؑ — تو نے ہر دشوار ہی منزل کو آساں کر دیا
ڈال دی جان بندگی میں سجدۂ شبیرؑ نے — اپنی تکبیروں سے وحدت کو نمایاں کر دیا
دامنِ انسانیت کو داغ تجھ سے لگ گیا — حرملہ تو نے حمیت کو پشیماں کر دیا
ہو گئے پابستہ جبکہ ڈالا جہانِ حریت — شانِ آزادی کو عابدؑ نے نمایاں کر دیا
دیکھ کر شبیرؑ کا غم رات کالی ہو گئی — ٹکڑے ٹکڑے صبح نے اپنا گریباں کر دیا
بن گیا مضطر غمِ سبطِ نبی وجہِ حیات — آنسوؤں نے حشر میں بخشش کا ساماں کر دیا

۹۴۔ مظہر۔ جناب محمد شکور صاحب اکبرآبادی تلمیذ حضرت ایمان فتحپوری

قائلِ حق اور مکمل سب کا ایماں کر دیا — اک مسلماں نے زمانہ کو مسلماں کر دیا
دے گئے حق کی گواہی دینے والے اس طرح — خود بھی قرباں ہو گئے سب گھر بھی قرباں کر دیا
شہ نے ہر ذرہ میں پہونچا دی مہک اسلام کی — دہر کا ہر چپہ چپہ باغِ رضواں کر دیا
حق نے پوچھا کیا ادا شبیرؑ نے حق کر دیا — عرش والے بول اٹھے کر دیا ہاں کر دیا
زہر دینے والے کو شبیرؑ دعا دیتے رہے — اللہ اللہ کس قدر دشمن پہ احساں کر دیا
اہلِ باطل جھک گئے حق کی حریمِ ناز میں — منکشف جب صدق نے سب رازِ پنہاں کر دیا
اے مظہر ہے مجھے آٹھوں پہر ہی انکی یاد — یاد نے انکی مکمل میرا ایماں کر دیا

۹۵ منظومہ جناب مفتی منظور احمد صاحب سیفی اکبرآبادی

رباعی
دلبندِ علی فخرِ رسولاں ہیں حسینؑ — ایماں کی اگر پوچھو تو ایماں ہیں حسینؑ
اسلام کا دم ہے اسی دم سے باقی — قرآں کی قسم معنئ قرآں ہیں حسینؑ

دیگر
شبیرؑ اصلِ دیں ہے ایماں کی قسم — شبیرؑ عبدِ خاص ہے رحمان کی قسم
منظور وصفِ حضرتِ شبیرؑ کیا لکھوں — قرآن ہے بولتا ہوا قرآن کی قسم

سلام

کوفیوں نے ہائے یہ محشر کا ساماں کر دیا — گل چراغِ تربتِ فخرِ رسولاں کر دیا

خون ملا کر تجھ میں اپنا شہ نے دشتِ کربلا
ذرہ ذرہ کو ترے مہرِ درخشاں کر دیا

اے حسینؑ ابنِ علی اے شمعِ بزمِ مصطفےٰ
تیرے ہر ہر فعل نے حق کو نمایاں کر دیا

خون بہا کر اپنا اولادِ رسول اللہ نے
خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

ہو نہیں سکتی ہے اب دنیا میں زینبؑ سی بہن
جس نے اپنے بھائی پر بیٹوں کو قرباں کر دیا

کربلا میں حضرتِ شبیرؑ نے عاشور کو
وعدۂ طفلی وفا تا آخرِ امکاں کر دیا

یوں لٹائے باغِ زہراؑ کے گلِ تر شاہ نے
کربلا کے دشت کو جنت بداماں کر دیا

شمعِ دیں کو کفر کی آندھی بجھا سکتی نہیں
کربلا والوں نے اس کو بھی نمایاں کر دیا

تھا چھپانا شاہ کو منظور امت کے ستم
خاک میں اس واسطے اصغرؑ کو پنہاں کر دیا

۹۶۔ مقدس۔ جناب سید علی مقدس صاحب رضوی اکبرآبادی ڈبل ایم اے بی ٹی (علیگ) سب ڈپٹی انسپکٹر مدارس

ہے سلام اس پر کہ جس نے حق نمایاں کر دیا
آدمی کو آدمی انساں کو انساں کر دیا

کربلا میں بجھ گیا خود تو چراغِ پنجتن
ساری دنیا میں چراغاں ہی چراغاں کر دیا

خیر و شر کے دونوں پہلو کربلا میں کھل گئے
ابنِ حیدرؑ نے ہر اک شے کو نمایاں کر دیا

کربلا میں کوئی ہے یثرب میں کوئی شام میں
اس طرح آلِ محمدؐ کو پریشاں کر دیا

ذکر کیا شبیرؑ کا ہے ذکر نے شبیرؑ کے
ساری دنیا میں ہزاروں کو مسلماں کر دیا

خونِ اصغرؑ نے شکستِ فاش دی کفار کو
شاہیوں کو اصل صورت میں نمایاں کر دیا

کس طرح مظلوم پاتے ہیں حیاتِ جاوداں
کربلا والوں نے یہ سب کچھ نمایاں کر دیا

مصطفےٰ نے لے لیا دامانِ رحمت میں تجھے
سرخرو محشر میں تو نے چشمِ گریاں کر دیا

یہ مقدس شاہ کے غم کا ہوا پہلا اثر
داغہائے دل نے مرقد میں چراغاں کر دیا

۹۷۔ منظر۔ جناب سید منظور حسین صاحب اکبرآبادی محرر مال تحصیل شکوہ آباد ضلع مین پوری

نحرِ ابراہیمؑ تھا کارِ نمایاں کر دیا
جس نے اکبر سا جواں فرزند قرباں کر دیا

وسعتِ کونین سے بڑھ کر ترا صبر و سکون
مرضیِ خالق پہ سب گھر بار قرباں کر دیا

رو رہی ہے کیوں سکینہ خون کیا یہی روا — ثانیٔ زہرا کو کیوں پابندِ زنداں کر دیا
اے حبیب ابنِ مظاہر آئیے امداد کو — پارہ پارہ ظالموں نے سارا قرآں کر دیا
اللہ اللہ اہتمامِ پردۂ آلِ نبی — کچھ نہ تھا تو اپنی زلفوں کو پریشاں کر دیا
تا قیامت خون رلوائیگی غم کی یادگار — داستانِ کربلا کا ایسا عنواں کر دیا
فی الحقیقت خونِ ناحق رنگ لائیگا ضرور — کربلا والوں نے یہ منظر نمایاں کر دیا

۹۸۔ ماہر۔ جناب خانصاحب حکیم محمود علیخاں صاحب اکبرآبادی محمود منزل روشن آرا دہلی

رباعیات

۱
کچھ اشک گہر بار لٹانے آیا
روتا ہوا محفل کو رلانے آیا
دلی سے چلا آگرہ پہونچا ماہر
ہیں یومِ حسین ہاں منانے آیا

۲
خورشیدِ حقیقت کی یہ تنویریں ہیں
ہاں احمد و حیدر کی یہ تصویریں ہیں
واللہ کہ نورِ عین حیدر حسنینؑ
الکت حکم دین کی تفسیریں ہیں

۳
اللہ کا پیغام کیا ہے زندہ
آغاز کا انجام کیا ہے زندہ
سر دے کے حسینؑ ابنِ علیؑ نے ماہر
دوبارہ پھر اسلام کیا ہے زندہ

۴
تسلیم و رضا میں تھے وہ ذیشان حسینؑ
بخشش کے سبھی کر گئے سامان حسینؑ
کیا کہنا حسینؑ ابنِ علیؑ کا ماہر
امت کے لئے ہو گئے قربان حسینؑ

سلام

اے سلامی شاہ نے کچھ اور ساماں کر دیا — کربلا کے ذرے ذرے کو نمایاں کر دیا
چھا چلی تھیں محفلِ اسلام پر تاریکیاں — آپ نے روشن چراغِ بزمِ عرفاں کر دیا
داستانِ کربلا میں کوئی بھی سرخی نہ تھی — آپ نے سر دیکے تا حشر خوب عنواں کر دیا
صرف تحریر ہی نہ تھا موقوف لطفِ شاہ دیں — آپ نے چاہا جسے اس کو سلیماں کر دیا
دیکھ کر رنجِ مصائب مسکراتے تھے حسینؑ — شامِ غم کو آپ نے یوں صبحِ خنداں کر دیا

اُف جہاں میں آنا ہے بارکا نہ دربارِ یزید
ہر شقی نے نذرِ لعنت اپنا ایماں کر دیا

باغِ زہرا کو اجاڑا شامیوں کے ظلم نے
پھول نے پھیلتے گلستاں کو بیاباں کر دیا

حضرتِ سجاد کے حق میں غمِ شبیر نے
دل کے داغوں کو چراغِ شامِ زنداں کر دیا

سینچ کر ہر طور سے ماہر حسینی خون نے
کربلا کے دشت کو رشکِ گلستاں کر دیا

۹۹۔ مہر۔ سید مہدی حسین صاحب زیدی شکوہ آبادی ہیڈ ماسٹر تعلیم سینٹرل جیل آگرہ

کربلا میں آپ نے یوں حق نمایاں کر دیا
حق کو روشن کر دیا باطل کو پنہاں کر دیا

ماتمِ شہ میں جو چاک اپنا گریباں کر دیا
حق نے محشر میں ہمارے باغِ رضواں کر دیا

بخشوانا نانا کی امت کو یہ کہتے ہیں حسینؑ
گردنِ معصوم کو جب نذرِ پیکاں کر دیا

رو کے کہتی تھی سکینہ پھر سے آؤ چچا
ہائے مجھ کو تشنگی نے اب تو بیجاں کر دیا

آلِ اطہر کو ستایا شامیوں نے اس قدر
قبر میں روحِ پیمبر کو پریشاں کر دیا

نسخۂ گریہ مسیحِ کربلا کی ہے عطا
عاصیوں کا کیسی آسانی سے درماں کر دیا

مرتے دم تک بیعتِ فاسق سے رکھا اجتناب
باغِ ایماں کو سنوارا گھر کو ویراں کر دیا

دوپہر میں جھیل کر اتنے مصائب اے حسینؑ
امتحانِ صبر کو کس درجہ آساں کر دیا

یہ حسینی فیض ہے کیونکر نہ میں ممنون ہوں
مہر کو عزت پہ بخشی مہرِ تاباں کر دیا

۱۰۰۔ ناظم۔ جناب محمد لطیف صاحب اکبرآبادی تلمیذ حضرت مصطفیٰ اکبرآبادی مرحوم مغفور

سر کٹا کر بخشش امت کا ساماں کر دیا
جان دے کر شاہ نے ایماں کو ایماں کر دیا

راہِ حق میں شاہ نے سر اپنا قرباں کر دیا
اس طرح امت کی دشواری کو آساں کر دیا

صبر پہ سبطِ نبی کے صبرِ دو عالم نثار
ہو کے خوش اصغر کو راہِ حق پہ قرباں کر دیا

خاک کے ذروں میں اپنا خوں ملا کر شاہ نے
کربلا کے دشت کو جنت بداماں کر دیا

کربلا میں باغِ ایماں کی بہاروں کے لئے
شاہ نے نذرِ خزاں اپنا گلستاں کر دیا

لالہ و گل کو دیا کچھ اور شفق کو کچھ دیا
حق نے ظاہر اس طرح خونِ شہیداں کر دیا

دیے کے اسے نادم ضیا مہ داغ غم شبیرؑ نے — قبر کی تاریک منزل کو فروزاں کر دیا

۱۰۱ تسنیم۔ شاعر آلِ محمد سید قائم رضا صاحب امروہوی نبیرہ فرزدقِ ہند حضرت تسنیم مرحوم

رباعیات

ہنس کے جاں سے گذرنا سیکھو ۱ مٹ جاؤ بلا سے نام کرنا سیکھو
مرنے سے حسینؑ حشر تک ہیں زندہ — جینا منظور ہے تو مرنا سیکھو

سوئی ہوئی دنیا کے جگانے والے ۲ جاگے ہوئے فتنے کو سلانے والے
اب جلد ہماری بھی بنا دے بگڑی — اسلام کو اسلام بنانے والے

بھوکا پیاسا جری مدینے والا ۳ آنسو فرطِ عطش سے پینے والا
صابر، شاکر، حلیم، غازی، ساونت — مرنے والا ہمیشہ جینے والا

تشنہ دہن آبِ تیغ پینے والا ۴ اسلام کے ساتھ ساتھ جینے والا
خشکی میں چلا رہا ہے امت کا جہاز — کوثر پہ ہے منتظر سفینہ والا

قطعہ

حق و باطل میں جو تفریق کی ٹھالی تو نے ۱ لاکھ مانع تھی اجل ایک نہ مانی تو نے
دین کی راہ میں سب شبیر کو قربان کیا — دودھ کا دودھ کیا پانی کا پانی تو نے

کر دیا تھا محو فاسق نے خدا کے نام کو ۲ آ گئی غیرت رسول اللہ کے گلفام کو
اک نصیری کو جلایا تھا علیؑ نے اے حسینؑ — تو نے زندہ کر دکھایا مردہ اسلام کو

سلام

راز اخلاق و تمدن کو نمایاں کر دیا — شہ نے اپنے درد سے عالم کا درماں کر دیا
شیخ، سید، اہلِ زر، مزدور، تاجر، دستکار — ہر گھر کو زینتِ گنجِ شہیداں کر دیا
فقر کی طاقت سے دی سرمایہ داری کو شکست — تیرے عزم و جزم نے فطرت کو حیراں کر دیا
اس سے بڑھ کر اور کیا دنیا میں ہو گا انقلاب — موت کو تو نے حیاتِ نوعِ انساں کر دیا

دورِ بدعت میں یہ ہی کرتے اگر ہوتے رسول — حق پہ مر مٹنے کو تو نے جزوِ ایماں کر دیا
جنگ کرنا نفس سے مشکل سے مشکل کام تھا — تیرے استقلال نے آساں سے آساں کر دیا
حق کی شہ رگ پر رواں دیکھی جو باطل کی چھری — جان، مال، اولاد سب کچھ تو نے قرباں کر دیا
پست تھے احرار کے جبرِ تشدد سے غلام — تو نے حق کی راہ میں دونوں کو یکساں کر دیا
بخش دی حر کی خطا خاطی کو جنت کی عطا — خار کو گل کر دیا گل کو گلستاں کر دیا
تجھ میں تسلیم و رضا کے پھول کب تھے اے بہشت — تجھ کو زہراؑ کے گلوں نے باغِ رضواں کر دیا
ظلمتِ باطل میں یوں چمکے بہتر حق کے نور — کربلا سے باغِ جنت تک چراغاں کر دیا

۱۰۲۔ نجم۔ جناب شاعرِ اہلبیت مرزا نجم آفندی صاحب اکبرآبادی

اک خاک نشین ہوں بو ترابی ہوں میں رہا بیا اٹھوں تو دلیلِ کامیابی ہوں میں

شاعر ہوں حسینؑ کا یہ نسبت ہے مری ۱ دنیا سن لے کہ انقلابی ہوں میں

مفہومِ عزا جاننے والے کم ہیں ۲ احسان کو گرداننے والے کم ہیں
شبیرؑ ترے ماننے والے ہیں بہت — لیکن ترے پہچاننے والے کم ہیں

کیوں جامِ شرابِ ارغوانی مانگوں ۳ کیوں میں دو دن کی زندگانی مانگوں
مل جائے کہیں جو میرا بانکا ساقی — بیدا ان کی موت لوں جوانی مانگوں

حق کی قوت سے کام لینا ہوگا ۴ ہم دیتے ہیں جو پیام لینا ہوگا
گرتا ہوا یوں کوئی نہ سنبھلا اب تک — دنیا کو علیؑ کا نام لینا ہوگا

ایمان کی زیب و زیں کہنا ہی پڑا — اسلام کے دل کا چین کہنا ہی پڑا
دنیا نے بہت کلمۂ حق ضبط کیا — پھر چیخ کے یا حسینؑ کہنا ہی پڑا

سازِ حریت

چاند نے زہراؑ کے مستقبل درخشاں کر دیا — قومیت کی روحِ آزادی کو جولاں کر دیا

جلوۂ شبیرؑ نے جنت بہ داماں کر دیا — قسمت اس جنگل کی جس کو کوئے جاناں کر دیا
کربلا کی خاک یثرب کے حسینوں کا لہو — ایک اک ذرہ کو خورشیدِ درخشاں کر دیا
سینۂ یثرب سے نکلا کاروانِ دردِ دل — کربلا کو سجدہ گاہِ دردِ درماں کر دیا
اے حسینؑ ابنِ علیؑ اے کارسازِ حریت — تو نے مرگ و زندگی دونوں کو آساں کر دیا
سر پہ کج رکھ کر ہجومِ غم میں تاجِ بیکسی — ظلم کے آئین کو سر در گریباں کر دیا
درد کی قوت سے دنیا لرزہ بر اندام ہے — بجلیاں مانند میں بھر دیں غم کو طوفاں کر دیا
جھوٹ سے ٹکرا کے سچے بول شعلے بن گئے — ہر زبانِ گنگ کو شمشیرِ عریاں کر دیا
ڈھ گیا قصرِ امارت ہل گئی بنیادِ ظلم — کارگاہِ عیش کو خوابِ پریشاں کر دیا
اضطرابِ عاشقی دے کر بنایا دل کو دل — زندگی کو زندگی انساں کو انساں کر دیا
نجمؔ ہم نے مدحِ اہلِ بیت کے ہر شعر میں — فاضلِ طینت کی فطرت کو نمایاں کر دیا

۴۰۔ از نازکؔ جناب محمد عباد اللہ احسنی ہیڈ ماسٹر مڈل اسکول شکوہ آباد۔

اے زمینِ کربلا کیوں خونِ احساں کر دیا — خون مہمانی کیا پھر خونِ مہماں کر دیا
آہ تیرِ حرملہ نے سرخ داماں کر دیا — گود میں شبیرؑ کی اصغر کو بیجاں کر دیا
پی کے اک جامِ شہادت آپ نے ابنِ حسینؑ — نوجوانوں کے لئے عبرت کا ساماں کر دیا
کیسا مرنا کیسا جینا کس کا کنبہ کس کا گھر — اک نظر ملتے ہی سب کچھ نذرِ جاناں کر دیا
سر تہِ خنجر تھا لیکن لب پہ تھا شکرِ خدا — اے حسینؑ اس صبر نے دنیا کو حیراں کر دیا
خون کے آنسو رلائے یوں غمِ شبیرؑ نے — داستانِ زندگی کا سرخ عنواں کر دیا
ہو چکی تھی ملتِ مرحوم مردہ اے حسینؑ — سر کٹا کر آپ نے پھر سے مسلماں کر دیا
یہ شہادت ہے شہادت بالیقیں اس امر کی — از سرِ نو آپ نے انساں کو انساں کر دیا
خون کے چھینٹوں سے نازکؔ سینچ کر شبیرؑ نے — خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

۱۰۴۔ نثارؔ۔ جناب نثار حیدر صاحب بدایونی بی۔ اے دفتر بندوبست ایٹہ

جلوۂ حسنِ حقیقت جب نمایاں کر دیا
اُس کے نظارے نے ہر کافر مسلماں کر دیا

ماتمِ سرور کے داغوں نے یہ احساں کر دیا
قبر کی تاریکیٔ شب میں چراغاں کر دیا

خون سے سترہ دو تن کی آبیاری ایسی کی
خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

مرحبا روحِ نبی جانِ علیؑ زہراؑ کے لال
بیعتِ فاسق نہ کی دنیا کو حیراں کر دیا

ناز فرمائی ہے قدرت فاطمہؑ کے لال پر
راہِ حق میں اپنا سب گھر جس نے قرباں کر دیا

اُس شہیدِ راہِ حق پر کیوں نہ ہوں مومن نثارؔ
سر کٹا کر جس نے پورا عہد و پیماں کر دیا

۱۰۵۔ نہاںؔ۔ جناب شیخ نظر محمد صاحب اکبرآبادی تلمیذ حضرت مصطفیٰ اکبرآبادی مرحوم

شہ نے جب گھر بار اپنا نذرِ یزداں کر دیا
حق نے اُن کو اپنے بندوں کا نگہباں کر دیا

چھوڑ سب آرائشیں اے قلب آرائش پسند
کربلا میں خانۂ زہراؑ کو ویراں کر دیا

اللہ اللہ شہ نے بخشیں حُر کو وہ آزادیاں
اپنا مہماں کر کے پھر جنت کا مہماں کر دیا

اُس کی پابندی پہ سو آزادیاں صدقہ کرو
جس نے بحرِ ظلم خود کو پا بجولاں کر دیا

دعوتِ تیر افگنی دی اے زہے عزمِ حسینؑ
اپنا ششماہہ بھی راہِ حق میں قرباں کر دیا

لاڈلے عقدہ کشا کے حاملِ صبر و رضا
جان دے کر کارِ مشکل کو بھی آساں کر دیا

غم سے عصیاں کے نہاںؔ دل میں اندھیرا تھا بہت
اے چراغِ فاتحِ خیبر چراغاں کر دیا

۱۰۶۔ نسیمؔ۔ جناب سید انوار حسین صاحب تلمیذ کلیم صاحب جامعی آگرہ

قطعہ

جب دشتِ بلا کو چھوٹے بڑے فتح کے گا کے گیت گئے
ہاں وہ بھی زمانہ ختم ہوا تیرہ سو زمانے بیت گئے

لیکن یہ ابھی تک ظاہر ہے تسلیم و رضا کی بازی میں
سب کوفے والے ہار گئے اور کعبہ والے جیت گئے

سلام

آپ نے شبیرؑ یہ کارِ نمایاں کر دیا
دے کے سر گھر امامت کو درخشاں کر دیا

انبیاؑ و مرسلیں سے بھی نہ جو حل ہو سکا — کر دیا شبیرؑ نے وہ کام آساں کر دیا
جس میں اب ہر سال آ آ کر بہاریں روٹھیں — خون کے چھینٹوں سے وہ صحرا گلستاں کر دیا
کوفہ والوں سے بس اتنی میزبانی ہو سکی — برچھیوں نیزوں کا تحفہ نذرِ مہماں کر دیا
چاند سا اکبرؑ سلا کر حضرت شبیرؑ نے — کربلا تیرے مقدر کو درخشاں کر دیا
جان کیا دیدی خوشی سے سجدۂ حق میں حسینؑ — امتِ جد کے لئے بخشش کا ساماں کر دیا
خاندانِ مصطفےٰ کے چند لعلوں نے نسیم — ہر طرف روشن چراغِ نورِ عرفاں کر دیا

۱۰۷۔ نازؔ۔ جناب محمدؐ سخاوت حسینؑ صاحب قصبہ کراولی ضلع آگرہ

دیکھئے شبیرؑ نے ہم پر یہ احساں کر دیا — گھر لٹا کر خلد میں جانے کا ساماں کر دیا
اک ہی دن اک جگہ پر حضرت شبیرؑ نے — اپنے سارے اقربا کو نذرِ رحماں کر دیا
سر کٹا یا گھر لٹا یا کربلا کے دشت میں — اس طرح سب مشکلوں کو شہ نے آساں کر دیا
حضرت سبطِ نبی نے راہ میں اللہ کی — جان دے کر امتِ احمدؐ پہ احساں کر دیا
شوکتِ اسلام کو حق نے لگائے چار چاند — جب حسینؑ ابنِ علیؑ نے سر کو قرباں کر دیا
نازؔ نے باندھی کمر ہے مدحتِ شبیرؑ پر — اس کی بخشش کا خدا نے خوب ساماں کر دیا

۱۰۸۔ نشترؔ۔ جناب اعجاز محمدؐ صاحب خادمی اکبرآبادی

آزادیوں کا علم اٹھانے والے — رباعی عالم کو پیامِ حق سنانے والے
پانوؤں میں پہن کر آہنی زنجیریں — توحیدِ خدا کے گیت گانے والے

سلام

اے چراغِ کعبہ بجھ کر بھی چراغاں کر دیا — تو نے ہر ذرہ کو دنیا کے درخشاں کر دیا
رحلتِ اصغرؑ نے یوں خیمہ کو ویراں کر دیا — جیسے اک آباد بستی کو بیاباں کر دیا
کیا یہی ہوتا ہے فرضِ میزبانی کوفیو — اک تھکے ماندے مسافر کو پریشاں کر دیا
موت کی تلخی پہ اصغرؑ کا تبسم بھی تو دیکھ — اے شقی پیکاں تو پیوستِ رگِ جاں کر دیا

اُن کے دم سے تھی ستمگر زینتِ بزمِ جہاں　　خاک میں جن صورتوں کو تو نے پنہاں کر دیا
ظلمتیں چھائی ہوئی تھیں عالمِ اسلام پر　　اے حسینؑ ابنِ علیؑ تو نے چراغاں کر دیا
اے ہوائے شام باغِ مصطفےٰ کا رخ تو دیکھ　　دوپہر میں کیا سے کیا رنگِ گلستاں کر دیا
کوئی دیکھے تو عروجِ خونِ آلِ مصطفےٰ　　کربلا کی خاک کو جنت بداماں کر دیا
یہ ملا نشتر صلہ مجھکو غمِ حسنینؑ کا　　جلوۂ رحمت نے ہر آنسو درخشاں کر دیا

۱۰۹ - نیاز۔ جناب نیاز محمدؐ صاحب نیاز اکبر آبادی

کیا ستم تو نے یزیدِ فتنہ ساماں کر دیا　　جو پھلا پھولا تھا گلشن اُس کو ویراں کر دیا
یاالٰہی کیوں نہ ہو روشن منور وہ زمیں　　جس میں ہمشکلِ نبی سا چاند پنہاں کر دیا
کوفیوں نے گھر بلا کر اپنے مہمانوں کا ہائے　　خاطرِ مہماں کے بدلے خونِ مہماں کر دیا
سر کٹایا گھر لٹایا سختیاں جھیلیں تمام　　سبطِ پیغمبر نے پورا حق کا فرماں کر دیا
کربلا کی خاک پر برسا شہیدوں کا جو خون　　قطرہ قطرہ نے ہر اک ذرہ درخشاں کر دیا
شافعِ محشر کی الفت اور محبت دیکھئے　　جان و مال اپنا سبھی امت پہ قرباں کر دیا
رحمۃ للعالمیں کو تو نے ربّ العالمین　　روزِ محشر ہم گنہگاروں کا پرساں کر دیا
امتحاں لے کر شہیدِ کربلا کا اے نیاز　　عاصیوں کی مغفرت کا حق نے ساماں کر دیا

۱۱۰ - ناشر۔ جناب حکیم سید صفدر علیؑ صاحب رضوی لکھنوی انچارج یونانی شفاخانہ میونسپل بورڈ گیا

خوں بہا کر کربلا والوں نے احساں کر دیا　　راہِ حق میں دیجئے سر ایماں کو ایماں کر دیا
چھین کر سب نے لباسِ ظاہری اسلام کا　　آج دنیا میں یزیدیت کو عریاں کر دیا
کفر کی ظلمت پہ چھا کر اے پرستارانِ حق　　بزم میں اسلام کی تم نے چراغاں کر دیا
بن کے جاء الحق کی تفسیر اے شہیدانِ جفا　　کفر باطل کر دیا حق کو نمایاں کر دیا
مٹنے والے راہِ حق کے واہ کیا کہنا ترا　　بچے بچے نے ترے کارِ نمایاں کر دیا
ہائے وہ تیری بیکسی کی موت اے تشنہ دہن　　دیدۂ ہائے ظلم کو بھی جس نے گریاں کر دیا

اللہ اللہ عظمت شبیرؑ دیکھے تو کوئی ۔ سینۂ صد سالہ کا خود حق نے ساماں کر دیا
ناصرِ دینِ الٰہی تجھ پہ ہوں لاکھوں سلام ۔ دیکھے جاں اسلام کے جینے کا ساماں کر دیا

۱۱۱ - نظامؔ ۔ جناب مولوی غلام نظام الدین صاحب چشتی فتحپوری وکیل آگرہ

عادتِ لطف و کرم نے ہم پہ احساں کر دیا ۔ درد دل بڑھتا نظر آیا تو درماں کر دیا
مشعلِ انوار سے گھر گھر چراغاں کر دیا ۔ شوق سے شبیرؑ نے سر نذرِ جاناں کر دیا
اور بھی روشن چراغِ دین و ایماں کر دیا

اللہ اللہ شانِ اربابِ کرم دیکھے کوئی ۔ سبطِ خدا و اے خدا اُن کا تھا رحمت ساتھ تھی
دو جہاں کی بادشاہی دست خالی ہیں دلی ۔ دبدبہ بھی شان بھی معقولیت بھی عدل بھی
اے حقیقت بیں نظر انساں کو انساں کر دیا

فلسفی سمجھا کرے یا منطقی سوچا کرے ۔ اب کوئی ہنستا رہے یا حشر تک رویا کرے
جو سمجھنا چاہیے رازِ عاشقی سمجھا کرے ۔ کارنامے ہیں کہ دنیا حشر تک دیکھا کرے
خوں سے روحِ ملتِ بیضا کو جولاں کر دیا

اے جنابِ سیدِ والا حشم رحمت بدوش ۔ آج تک دنیا میں ہے صبر و تحمل کا خروش
دو جہاں کی عزتیں قرباں کیں بہائے خموش ۔ اس طرف مذہب میں رخنہ اس طرف رحمت میں جوش
رشتۂ جاں توڑ کر مضبوط ایماں کر دیا

جبکہ دنیا ہے کسی پر سانحہ ایسا ہو ۔ اے شہیدِ کربلا نورِ نگاہِ مصطفیٰؐ
کوئی کہہ دے یوں کوئی راہِ محبت میں لٹا ۔ تیغ کے سایہ میں تھا رشتہ حریمِ عرش کا
پا نیازِ عشق میں گھر بار قرباں کر دیا

اللہ اللہ کتنا مستحکم تھا ایمانِ حسینؑ ۔ حشر کے دن تک رہے گا ہم پہ احسانِ حسینؑ
وصلِ جاناں تھا ازل کے دن سے ارمانِ حسینؑ ۔ آنکھ روشن ہے تو دنیا دیکھ لے شانِ حسینؑ
اک ادائے ناز پر دنیا کو قرباں کر دیا

ہم ازل کے روز ہی سے گوش بر آواز تھے | با غرضِ جستجوئے مونس و دمساز تھے
کچھ نیازِ عاشقی کچھ حسن کے انداز تھے | اختیارِ جبر میں پنہاں ہزاروں راز تھے

حشر تک زندہ ہمیں رہنے کا ساماں کر دیا

قیدِ ظلمت سے چھڑایا تیغ سے شبیرؑ نے | خلد کا دامن بسایا تیغ سے شبیرؑ نے
لے لیا رحمت کا سایہ تیغ سے شبیرؑ نے | گردِ ظلمت کو ہٹایا تیغ سے شبیرؑ نے

خون کے قطروں سے استحکام ایماں کر دیا

گردشِ ایام نے کیا کیا ستایا تھا ہمیں | کفرِ ظلمت روشنی سے کھینچ لایا تھا ہمیں
راہِ حق سے دور جانے پر جمایا تھا ہمیں | رخنہ اندازی نے دشمن کی مٹایا تھا ہمیں

حضرتِ مسلم نے سر دے کر مسلماں کر دیا

جشنِ عید عاشقی تھا کربلا میں روزِ عید | حیرتِ جلوہ گری چھائی تھی نزدیک و بعید
آبرو رکھ لی مرے سرکار نے ہو کر شہید | کرچکی تھی کام ورنہ بیعتِ دستِ یزید

شانِ رحمت نے نئے سر سے مسلماں کر دیا

اللہ اللہ حضرتِ شبیرؑ کے جاہ و حشم | رازدارِ عشق کو پہچان سکتے اور ہم
روح پر در رکھتیں جفائیں راحت افزا تھی ستم | بڑھ رہے تھے جادۂ تسلیم کی جانب قدم

آخری سجدہ نے افشا رازِ پنہاں کر دیا

وہ زمینِ کربلا تپتی ہوئی وہ اژدہام | وہ بلا وا عرش کی جانب وہ الفت کے پیام
آفریں صد آفریں اے بادشاہِ تشنہ کام | دشتِ غربت میں پیمبرؐ کے نواسے تھے تمام

سر دیا راہِ رضا میں ہم پہ احساں کر دیا

۱۱۴۔ ولیؔ ۔ جناب مولوی ولی الدین صاحب چشتی فتحپوری ڈائرکٹر بٹ جبرار

دیکے سر شبیرؑ نے دنیا پہ احسان کر دیا | دین کو دیں کر دیا ایماں کو ایماں کر دیا
دیدۂ تر نے علاجِ دردِ عصیاں کر دیا | ایک ہی آنسو سے آمرزش کا ساماں کر دیا
زیرِ خنجر سجدۂ شکرانہ کر کے شاہ نے | آشکارا عاشقی کا رازِ پنہاں کر دیا

تشنہ لب رہ کر دکھا دی ہم کو کوثر کی سبیل　　خوں بہا میں جنس آمرزش کو ارزاں کر دیا

حشر تک ہوگا نہ کم فیضِ بہارِ شاہِ دیں　　خوں کے ہر قطرہ نے پیدا اک گلستاں کر دیا

بینواؤں کو ملی شاہی درِ شبیرؑ سے　　بوریائے فقر کو تختِ سلیماں کر دیا

اے امیرؔ تشنہ لب لے ساقیِ کوثر لقب　　کربلا کو آپ نے گلشن بداماں کر دیا

بیکسی میں جان دے کر بن گئے بیکس نواز　　مشکلوں میں پڑ کے ہر مشکل کو آساں کر دیا

فیضِ مدحِ ساقیِ کوثر دلی کو لے اڑا　　اس خرابِاتی کو بھی کوثر پہ مہماں کر دیا

۱۱۳۔ وطن۔ جناب سید اولاد حسین صاحب قصبہ مہابن ضلع متھرا

بندگی کا حق ادا اسے شاہِ ذیشاں کر دیا　　سر کو سجدہ میں کٹا کر نذرِ یزداں کر دیا

سر دیا شہ نے بہتّر تن کو قرباں کر دیا　　امتِ عاصی کی بخشائش کا ساماں کر دیا

اللہ اللہ تابشِ قطراتِ خونِ اہلبیت　　ذرہ ذرہ کربلا کا مہرِ تاباں کر دیا

نونہالانِ علیؑ نے اپنے خوں سے سینچ کر　　خارزارِ کربلا کو باغِ رضواں کر دیا

آسماں بھی کانپ اٹھا اور زمیں تھرا گئی　　عابدِ بیمار کو جب پابجولاں کر دیا

کر چکے شہ دفن میتِ اصغرؑ بے شیر کی　　خاک میں اک بوترابی لال پنہاں کر دیا

روزِ محشر جب خدا پوچھے گا کیا دو گے جواب　　پارہ پارہ شامیو کیوں تم نے قرآں کر دیا

حضرتِ شبیرؑ نے حق پر فدا ہو کر وطنؔ　　مشعلِ دینِ محمدؐ کو فروزاں کر دیا

۱۱۴۔ وفا۔ جناب محمد سرفراز خاں صاحب اکبرآبادی تلمیذ جناب مفتی عبدالغفور خاں صاحب غفور اکبرآبادی

امتِ جد کے لئے اصغرؑ کو قرباں کر دیا　　ہم سیہ کاروں کی ہر مشکل کو آساں کر دیا

بند پانی کر دیا محشر کا ساماں کر دیا　　شامیوں نے آلِ اطہر کو پریشاں کر دیا

ہل گیا فطرت کا دل تھرا گئے ارض و سما　　عابدِ بیمار کو جب پابجولاں کر دیا

ہر گھڑی آزار ہر دم رنج ہر لحظہ الم　　بعد قتلِ شہ اسیروں کو پریشاں کر دیا

سرخ آندھی بعد قتلِ شاہ کعبہ سے اٹھی　　خونِ ناحق نے عیاں محشر کا ساماں کر دیا

حشر تک سیراب ہوں گر آب جاں والے تو کیا — آب خنجر سے پیاسا قتل مہماں کر دیا
کچھ تسلی کے لئے لائے تھے اصغر کو حسینؑ — حرملہ نے اور تڑپانے کا ساماں کر دیا
ہم شبیہِ مصطفٰے عکسِ کتاب اللہ تھا — ٹکڑے ٹکڑے شامیوں نے ہائے قرآں کر دیا
تھام کر دل رہ گیا آنکھوں میں آنسو آ گئے — جب کسی نے اے وفا ذکرِ شہیداں کر دیا

۱۱۵ ہمدم ۔ جناب محمد رشید خاں صاحب اکبر آبادی

جلوہ گر توحید کا مہرِ درخشاں کر دیا — کربلا والے نے امت پہ یہ احساں کر دیا
پیاس میں آلِ نبیؐ نے خود کو قرباں کر دیا — کفر کی ہستی کو غرقِ موجِ طوفاں کر دیا
مرحبا سبطِ نبیؐ نے آندھیوں میں کفر کی — جھلملاتی شمعِ ایماں کو فروزاں کر دیا
شکریہ اے جاں نثارانِ حقیقت شکریہ — تا ابد اسلام کے جینے کا ساماں کر دیا
مرحبا اے رحمتِ آلِ محمدؐ مرحبا — فی سبیل اللہ ہر بچے کو قرباں کر دیا
اس کے غم میں خون آنکھوں سے بہانا چاہئے — جس نے ہمدم بخششِ امت کا ساماں کر دیا

۱۱۶ ہمراز ۔ جناب قاضی شمشاد حسینؑ صاحب قریشی کراولی ہیڈ ماسٹر اسلامیہ اسکول اچھنیرہ

لے سلامی سر کو شہ نے نذرِ رحماں کر دیا — ہم گنہگاروں کی بخشش کا یہ ساماں کر دیا
پھول بھی کلیاں بھی توڑیں اور ثمر اشجار بھی — فاطمہؑ کے باغ کو تاراج و ویراں کر دیا
راہِ حق میں گھر لٹا کر ہو گئے خود بھی شہید — حق نے یوں شبیرؑ کو شاہِ شہیداں کر دیا
کربلا میں سر برہنہ آ گئے سر پہ خاک تھی — ظالموں روحِ نبیؐ کو بھی پریشاں کر دیا
اس قدر ثابت قدم تھے اس قدر صابر تھے شہ — مشکلیں جتنی پڑیں ان سب کو آساں کر دیا
تم کو بھی ہمراز کہتے ہیں ثنا خوانِ حسینؑ — حق نے پورا یہ تمہارے دل کا ارماں کر دیا

۱۱۷ یوسف ۔ جناب سید یوسف حسینؑ صاحب بھرسری سب انسپکٹر پولیس ریاست دھولپور

نم کبھی دامن کیا گاہے تر گریباں کر دیا — بحرِ اشکِ غم نے برپا ایک طوفاں کر دیا
کربلا میں کربلا والوں نے ہو ہو کر فدا — باطل و حق اہلِ عالم پر نمایاں کر دیا

اس کو شانِ صبر کہتے ہیں یہ ہے ایفارِ عہد
اپنا شش ماہہ پسر امت پہ قرباں کر دیا

کون ہے وجہ نزولِ آیۂ ذبحِ عظیم
کس نے اپنے قتل کو تفسیرِ قرآں کر دیا

کربلا کی یاد ہے مہماں نوازی یاد ہے
تیر مارے خوں بہایا قتل مہماں کر دیا

ایک دو کیا داغ ہیں اسمیں بہتر قسم کے
دل کو ان پھولوں نے صد رشکِ گلستاں کر دیا

جب کبھی یاد آ گیا شبیرؑ کا رختِ کہن
ٹکڑے ٹکڑے تار تار اپنا گریباں کر دیا

جاں مسلمانوں کی صدقہ آپ نے اسلام پر
جان دے کر حضرتِ شبیرؑ احساں کر دیا

اے خوشا قسمت کہاں یوسف کہاں ذکرِ حسینؑ
مور کو فیضِ بیاں ہی نے سلیماں کر دیا

۱۱۹- یونس، جناب ماسٹر یونس علیخاں صاحب اشرفی منشی کامل سی. ٹی ٹیچر شعبہ محمدیہ کی اسکول آگرہ

سلام

دو جہاں کو مرتعش اے ظلم ساماں کر دیا
مصحفِ ناطق کو تو نے نذرِ پیکاں کر دیا

دیکھ دنیا کی تھی تنویر جن میں ضو فشاں
ان گھر یاروں کو خاک و خوں میں غلطاں کر دیا

سر کٹا کر، گھر لٹا کر۔ تم نے اے سبطِ نبیؐ
زندگیِ ملتِ بیضا کا ساماں کر دیا

تم نے دے کر درسِ آزادی و درسِ حریت
اے حسینؑ ابن علیؑ۔ دنیا پہ احساں کر دیا

زیرِ خنجر کی بیاں تفسیرِ واسجد واقترب
تو نے اے قرآں والے سب کو حیراں کر دیا

خانہ ویراں جو ہوئے ایماں کی حرمت کیلئے
ان وفا والوں نے ہی ایماں کو ایماں کر دیا

پھر حسینؑ ابنِ علیؑ دنیا کو اک درکار ہے
بربریت نے ہے پھر انساں کو حیواں کر دیا

کربلا کے دشت میں احمدؐ کے اک دلدار نے
خوابِ ابراہیم کو تعبیر ساماں کر دیا

انبیا ایثارِ شبیرؑ ہی کو پا سکتے نہیں
راہِ حق میں جس نے سب کچھ اپنا قرباں کر دیا

الفتِ آلِ نبی کے فیض سے یونس مجھے
رحمتِ غفار نے مقصد بداماں کر دیا

۱۲۰- مہدی۔ سید علی مہدی ابن سید سردار حسن جعفری بخشی ٹیکس اچھنیرہ

اصغرِ بے شیر کو جب نذرِ پیکاں کر دیا
صبر نے حضرت کے اک عالم کو حیراں کر دیا

بیعتِ فاسق نہ کی کنبے کو قرباں کر دیا
شاہ نے اپنا بھرا گھر نذرِ ایماں کر دیا

آیۂ تطہیر جن کے واسطے نازل ہوئی ۔۔۔ ظالمو تم نے انہی کے سر کو عریاں کر دیا
ہو سیاست یا شجاعت ہو سخاوت یا کہ حلم ۔۔۔ خاتمہ ان سب کا تم نے شاہِ مرداں کر دیا
وعدۂ طفلی سہی وعدہ تھا پر معصوم کا ۔۔۔ کر دکھایا شاہ نے جو عہد و پیماں کر دیا
یا الٰہی جلد پھر امن و اماں کا دور ہو ۔۔۔ جنگِ عالمگیر نے سب کو پریشاں کر دیا
ہیں علیؑ مہدیؑ جد اپنے جن کے ناموں کے طفیل ۔۔۔ میں نے جو چاہا اُسی کا حق نے ساماں کر دیا

کلام غیر طرح

حسنؔ۔ جناب سید حسن اکبر صاحب پہرسری ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس نیور

قطعہ یہ سال ۱۳۶۱ تیرہ سو اکسٹھ ہے یادگار حسینؑ

ریاضِ بزمِ ادب میں نئی بہار آئی ۔۔۔ یہ سال تیرہ سو اکسٹھ ہے یادگارِ حسینؑ
حسنؔ نظامی سا ساقی ہے میکدہ بردوش ۔۔۔ ہر اک دل میں بھرا ہے نیا خمارِ حسینؑ
یزیدیت کا اُسی وقت مٹ گیا تھا عروج ۔۔۔ یہ حق کا جوش ہے بڑھتا رہا وقارِ حسینؑ
تجلی خلق میں قائم رہے گی محشر تک ۔۔۔ خدا کے نور سے پُر نور ہے مزارِ حسینؑ

شادؔ۔ جناب منشی للتا پرشاد صاحب میرٹھی مقیم کوٹھ جنکشن راجپوتانہ مصنف سیر رسول و پنجہ پنجتن وغیرہ

تشنہ بہت دنوں سے سلطانِ کربلا (کربلا) اک حشر کا نمونہ میدانِ کربلا ہے

وہ لاڈلا نبیؐ کا، نورِ نظر علیؑ کا ۔۔۔ پوشیدہ آج زیرِ دامانِ کربلا ہے
اُسکی زمین اُٹھ کر چوستے فلک پہ پہنچی ۔۔۔ کیا اوج کربلا ہے کیا شانِ کربلا ہے
ظلمِ یزید دیکھو صبرِ حسینؑ دیکھو ۔۔۔ وہ کفرِ کربلا یہ ایمانِ کربلا ہے
دوزخ کے جانے والے بدبخت تھے یقیناً ۔۔۔ خلدِ بریں کا آقا مہمانِ کربلا ہے
اے شادؔ شعر میرے کیونکر نہ لائیں رقت ۔۔۔ پُر درد واقعہ ہے عنوانِ کربلا ہے

شیداؔ۔ جناب حافظ شرف الدین صاحب اکبر آبادی

خلدِ بریں سے بھی ہے وسیع شانِ کربلا ۔۔۔ کعبہ ہے کعبہ والوں کا ایوانِ کربلا
دیں کو مٹا رہے تھے لعینانِ کربلا ۔۔۔ تو نے کیا بلند اسے جانِ کربلا

اشکِ غمِ عزا مرے دامن میں قید ہیں — دامن ہے میرا بالیقیں دامانِ کربلا
ہر شے جہاں کی محوِ الم دیکھتا ہوں میں — ہیں آج سربلند شہیدانِ کربلا
دے کر پیامِ امن و سکون آج دہر کو — جاتے ہیں کربلا سے پریشانِ کربلا
یا شاہِ کربلا مجھے دو ہمت تمام — کرتا ہوں اب بیان میں فرمانِ کربلا
گرداب میں ہے کشتیِ امت بچا لیجئے — روحِ نبی و ابنِ علیؑ جانِ کربلا
ہر شے یہاں کی طالبِ آلِ رسول ہے — کتنا حسین ہے دیکھئے ارمانِ کربلا
دیکھو بنی ہیں آلِ پیمبر کی تربتیں — ہے خوش نصیب واقعی میدانِ کربلا
قدرت کے امتحان سے معلوم یہ ہوا — شہ کے لئے ہی وقف تھا میدانِ کربلا
عشرہ ہے آج محوِ سماعت ہی ہر ملک — آنکھوں سے پڑھ رہا ہوں میں قرآنِ کربلا
انسان تو کیا لرزتا ہے شیدا ضمیرِ چرخ — ہوتی ہے جب تلاوتِ قرآنِ کربلا
شیدا نے بھی بہائے ہیں آنسو عقیدتاً — یہ پیشکش قبول ہو سلطانِ کربلا

کوثر جناب سید علی کوثر صاحب جعفری اکبرآبادی۔ کلرک کلکٹری آگرہ

(رباعی)

خلق و کرم و صبر کا سلطان ہے حسینؑ — تفسیرِ وحی معنیِ قرآں ہے حسینؑ
گل کر نہ سکی کفر کی آندھی جس کو — اسلام کی وہ شمعِ فروزاں ہے حسینؑ

حسینؑ علیہ السلام

اے حسینؑ اے ملکِ تسلیم و رضا کے شہریار — تیرا افسانہ ہے صبر و حریت کا شاہکار
اے شہیدِ کربلا اے راکبِ دوشِ رسول — اے علیؑ کے لاڈلے اے جنت جانِ بتول
اے شہِ کرب و بلا اے دردِ دل کے چارہ ساز — تیری قربانی پہ خود نازاں ہے ذاتِ بے نیاز
اس طرح اسلام اور ایماں سے وابستہ ہے تو — جیسے ہر غنچہ سے خوشبو جیسے ہر رگ سے لہو
سینچ کر اپنے لہو سے گلشنِ اسلام کو — تا ابد روشن کیا ہے تو نے حق کے نام کو
تو نے حق پر جان دی ہے اے بنامِ الہ — کربلا کا ذرہ ذرہ آج ہے جس کا گواہ
اے شہیدِ کربلا تو نے سہیں سب سختیاں — فرضِ ایماں پہ گرنے دیں نہ لیکن بجلیاں

برچھیاں کر دیا اصغر سا تو نے نونہال — اب بھی کوئی پیش کر سکتا ہے کیا ایسی مثال
سن کے جس کو قلب ہو جاتے ہیں اب بھی پاش پاش — تو نے کن آنکھوں سے دیکھی نوجوان اکبر کی لاش
اے حسینؑ آخر ہوئی تیری شہادت کامیاب — صبر سے تو نے دیا ظلم و تشدد کا جواب
آج تک رنگِ شفق میں آسماں پر ہیں عیاں — اے شہید کربلا تیرے لہو کی سرخیاں
تیرے خوں سے سرخ ہو کر ایسی عزت ہو گئی — سرزمینِ کربلا صد رشکِ جنت ہو گئی
مٹ گیا دورِ یزیدی مٹ گئیں سب بدعتیں — بج رہا ہے اب بھی تیرے نام کا ڈنکا حسینؑ
اشک بھر آتے ہیں آنکھوں میں ترے غم کیلئے — ہاتھ خود سینے پہ آ جاتے ہیں ماتم کے لئے
ہو گیا مصباحؔ بزمِ خلق افسانہ ترا — تجھ کو زندہ کر گیا دنیا میں مٹ جانا ترا
تو نے بخشی ہے حیاتِ جاوداں اسلام کو — کون دنیا سے مٹا سکتا ہے تیرے نام کو

ماہر۔ جناب خانصاحب حکیم محمود علی خانصاحب اکبرآبادی محمود منزل روشن آرا روڈ دہلی

"حسینؑ"

جرأت زباں کو نہیں اظہار حال کی — دنیا ادب سے کانپ رہی ہے خیال کی
آساں نہیں ہے تذکرۂ ابن مرتضیٰؑ — خوش دوش پر بٹھا کے ہوئے جنکو مصطفیٰؐ
ہر طور سے جو مالکِ گلزارِ خلد ہیں — امت کے وہ امام ہیں سردارِ خلد ہیں
نانا نبیؐ ہیں۔ باپ علیؑ فاطمہؑ ہیں ماں — یہ نسبتیں ہیں وہ کہ فدا جن پہ دو جہاں
شبرؑ کو زہر دے کے لعیں شاد ہو گئے — شبیرؑ پر ستم کئے جلاد ہو گئے
میدانِ کربلا کے عجب واقعات ہیں — ظاہر ہیں جو شہید ہوئے وہ حیات ہیں
صدمات بے شمار شہ کربلا پہ تھے — جاری ستم شعار شہ کربلا پہ تھے
برچھی چلائی اکبرِ عالی وقار پر — ان کوفیوں نے رکھ لیا قاسم کو وار پر
عباسِ نامدار کے شانے اڑا دئے — سبطِ نبیؐ کو خون کے آنسو رلا دئے
دھندلا سا نقش ہو گیا عالم حواس کا — پرساں رہا نہ کوئی سکینہ کی پیاس کا

عابد تڑپ کے رہ گئے غمخوار کے لئے
تھے بیقرار اپنے علمدار

تلوار رن میں عون و محمدؑ پہ چل گئی
افسوس اہلِ شام کی نیت بدل

آخر ادب سے دور ہوئے اشقیا تمام
ہاتھوں پہ لے کے آ گئے تلوار بے

زخموں سے چور کرکے شہ دلفگار کو
ناہر شہید کر دیا عالی وقار

کس جا بیاں نہیں ہے جنابِ حسینؑ کا
ماتم کہاں نہیں ہے جنابِ حسینؑ

ولی۔ جناب مولوی ولی الدین صاحب چشتی فتحپوری ڈرائر ڈسب بر

حسینؑ و کربلا

اے حسینؑ ابنِ علیؑ اے تشنہ کامِ کربلا
کھینچ کر خوں سے کیا تم نے ہی نخلِ دیں ہرا

واہ جانبازِ محبت واہ کیا کہنا ترا
تو نے ہی دنیا میں رکھی شرمِ تسلیم و رضا

عاشقوں کو تیغ کے سایہ میں ملتا ہے مزا
نیند آ جاتی ہے جب کھاتے ہیں مقتل کی ہوا

کربلا کو قبلۂ دیں کر گئے قبلہ نما
آ گئی ہے طور کی تنویر کعبہ کی ضیا

کھینچ لی تو نے بہارِ بوستانِ مصطفےٰ
مرحبا صد مرحبا اے خاکِ پاکِ کربلا

کربلا کی خاک میں ہے نکہتِ عطرِ وفا
درس گاہِ عاشقاں ٹھہری زمینِ کربلا

کھلتے ہی چشمِ بصیرت دیکھتے ہیں کربلا
کربلا کے راستے ہیں منزلِ قربِ خدا

ہے نسیمِ خلد کی ہمسر ہوائے کربلا
ذرہ ذرہ بن گیا آئینۂ صدق و صفا

کربلا والوں سے پوچھو کربلا میں کیا ملا!
بن گیا محرابِ کعبہ ہر خمِ تیغِ جفا

دیکھنا جنبش نہ ہو تجھ کو زمینِ کربلا!
تیرے دامن میں ہیں آسودہ بہتر باوفا

کر گئے کارِ مسیحا تشنہ کامِ کربلا
خاکِ مقتل بن گئی بعدِ فنا خاکِ شفا

ساقیِ کوثر نظر سوئے ولی بہرِ خدا
یہ خراباتی رہے ہو کر گدائے میکدہ

قبلۂ اربابِ الفت کعبۂ اہلِ وفا
کربلا شد، کربلا شد کربلا شد کربلا